منکرینِ تراویح (غیر مقلدین) کیلئے لمحہ فکریہ

نماز تہجد و تراویح میں فرق

تالیف

استاذ المناظرین
حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ
جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منکرینِ تراویح (غیر مقلدین) کیلئے لمحہ فکریہ

نمازِ تہجد و تراویح میں فرق

تالیف

استاذ المناظرین
حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا

اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان

فہرست

شاہد اقبال اور محقق عالم کے درمیان مکالمہ 5
غیرمقلدین کا یہ ان کی کتابوں میں 9
تہجد اور ت اویح کے فرق پ دلائل 12
دلیل نمبر 1 (ما ِ مشروعیت) 12
دلیل نمبر 2 (مکانِ مشروعیت) 12
دلیل نمبر 3 (زمانہ مشروعیت) 12
دلیل نمبر 4 (کیفیت مشروعیت) 12
فائ ہ 13
دلیل نمبر 5 (نبی پ فرضیتِ تہجد کا قول) 14
دلیل نمبر 6 (ت مؤکدہ وغیر مؤکدہ) 14
دلیل نمبر 7 (جما ت اور غیر جما ت) 14
دلیل نمبر 8 (رمضان وغیر رمضان) 16
دلیل نمبر 9 (چار رکعت اور دو رکعت) 16
دلیل نمبر 10 (نیند کا وقفہ) 16
دلیل نمبر 11 (حدی ث من قام) 17
دلیل نمبر 12 (ت غیبِ جما ت) 17
دلیل نمبر 13 (اہتمام جما ت کثیرہ) 18
دلیل نمبر 14 (ساری رات قیام) 19
دلیل نمبر 15 (پورا قرآن کریم ختم کر) 20
دلیل نمبر 16 (تعین رکعات) 20
دلیل نمبر 17 (وت وں کی جما ت) 20
دلیل نمبر 18 (شعائ اسلام) 20
دلیل نمبر 19 (وقت ۔ ا ۔ ا) 21
دلیل نمبر 20 (م ۔ ا ۔ ا) 22
دلیل نمبر 21 (ب ۔ ا ۔ ا) 22
دلیل نمبر 22 (رمضان کی شرط) 24
دلیل نمبر 23 (مسجد میں جما ت) 24
دلیل نمبر 24 (تہجد بعد از نوم) 25
دلیل نمبر 25 (قیام لیل اور قیام رمضان) 25
رمضان میں ت اویح اور تہجد کا ثبوت 26
دلیل نمبر 1\26 26
دلیل نمبر 2\27 28
دلیل نمبر 3\28 29
دلیل نمبر 4\29 30

دلیل نمبر5\30	31
فائدہ نمبر1	32
فائدہ نمبر2	33
فائدہ نمبر3	33
دلیل نمبر6\31	36
دلیل نمبر7\32	38
دلیل نمبر8\33	39
دلیل نمبر9\34	41
دلیل نمبر10\35	43
دلیل نمبر11\36	44
دلیل نمبر12\37	45
دلیل نمبر13\38	45
دلیل نمبر14\39	46
دلیل نمبر15\40	47
دلیل نمبر16\41	47
دلیل نمبر17\42	48
دلیل نمبر18\43	48
دلیل نمبر19\44	48
دلیل نمبر20\45	48
دلیل نمبر21\46	49
دلیل نمبر22\47	49
دلیل نمبر23\48	50
دلیل نمبر24\49	51
دلیل نمبر25\50	52
دلیل نمبر26\51	52
دلیل نمبر27\52	53
دلیل نمبر28\53	53
دلیل نمبر29\54	54
دلیل نمبر30\55	54
دلیل نمبر31\56	54
دلیل نمبر32\57	54
دلیل نمبر33\58	55
دلیل نمبر34\59	55
دلیل نمبر35\60	55
دلیل نمبر36\61	55
دلیل نمبر37\62	56
دلیل نمبر38\63	56
دلیل نمبر39\64	56
دلیل نمبر40\65	58
دلیل نمبر41\66	58
دلیل نمبر42\67	58
دلیل نمبر43\68	59
غیر مقلد پروفیسر شاہد کے سوالات	62

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله وحده
والصلاة والسلام على من لا نبي بعده
وعلى آله واصحابه البررة

شاهد اقبال صوم صلوۃ، ذکر و تلاوت کا پ بند، نیک سیرت اور نیک صورت نوجوان تھا۔وہ . کالج میں پہنچا تو ای متعصب غیر مقلد پ وفیسر نے شاہد کی نیکی اور شرافت کو دیکھ کر اُس کو شکار کرنے کا پختہ عزم کرلیا۔ پ وفیسر موصوف نے اُستاد ہونے کے ٔ طے پہلے تو اِس کو اپنے ساتھ مانوس کیا۔ پھر اِس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور وسوسے ڈالنے شروع کیے۔ رفتہ رفتہ اِس کو اِس لائن پ لگای کہ تم بہت سمجھدار تعلیم ی فتہ ہو اس لئے مولویوں کے پیچھے لگنے کی بجائے دین کی خود تحقیق کرو۔ رمضان شریف قری . تھا۔ اُس نے اوتح کے مسئلہ کی تحقیق شروع کردی۔ اس مسئلہ پ دونوں فر ں کی تحری کردہ کتب کا مطالعہ کیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ شاہد کا نہ بیس اوتح پ یقین رہا نہ آٹھ پ بلکہ اُس کو اوتح ای مشکوک عبادت محسوس ہونے لگی۔ رمضان شریف اِسی گومگو کشمکش کی کربناک حا میں َ ٔ ارا۔ کبھی وہ بیس اوتح پ ڑھتا کبھی آٹھ اور کبھی آٹھ نہ بیس۔ لیکن پ وفیسر صا . اپنے اِس شاَ د پ ڑے خوش تھے کہ چلو تقلید کے بندھن سے تو نکلا، آگے جو بن جائے اِس کی بلا جانے۔ لیکن شاہد نے اپنے آپ کو اِس اذی ٔ ک حا سے نکالنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ طر یہ سوچا کہ جید حنفی عالم جو غیر مقلدین کے مذہب پ خوب مطالعہ ر ہو اور قرآن حدی ٔ وفقہ پ بھی کامل دسترس ر ہو سے تحقیق کی جائے۔ اُس سے تحقیق کر کے پھر پ وفیسر صا . سے قات کی جائے۔ چنانچہ شاہد اقبال اتحاد اہل السنّت والجما کے ای محقق عالم کے پ س حاضر ہو کر علیک سلیک کے بعد اپنے سوالات کا یوں آغاز کر ہے۔

شاھد اقبال : (محقق عالم سے مخاطب ہوکر) حضرت یہ فرمایئے کہ آٹھ اور بیس تراویح کے اختلاف کی کیا حقیقت ہے؟

محقق عالم : پیارے شاہد: میں اور کچھ کہنے سے پہلے آپ کو دونوں فریقوں کے اصولوں سے آگاہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔مسائل کو حل کرنے کیلئے احناف کے چار اصول ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس و اجتہاد (یعنی اصول شرع اور قرآن وحدیث سے لفظی ومعنوی قرائن واشارات کی روشنی میں اپنی اجتہادی رائے سے مسئلہ کو حل کرنا) اور ظاہر ہے کہ اصولِ شریعت اور قرآن وحدیث کے قرائن واشارات کے ساتھ وہی مسئلہ حل کیا جاتا ہے جو قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود نہ ہو، جبکہ غیر مقلدین حضرات کے اصول فقط دو ہیں(۱) قرآن کی صریح آیت (۲) صحیح صریح مرفوع متصل حدیث ۔صریح کا مطلب یہ ہے کہ جس میں اپنی رائے کا ذرہ برابر دخل نہ ہو۔ یہ حضرات کہا کرتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ذات معصوم ہے اِس کے سوا ہر ایک سے غلطی ہوسکتی ہے۔ہمارے لئے اِسی کا قول وفعل حجت ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو اور جس کے قول وفعل میں غلطی کا امکان ہو وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ اسلئے اِن کے نزدیک قرآن وحدیث یعنی وحی حجت ہے، کسی امتی کا قول، فعل اور رائے حجت اور معتبر نہیں۔ بلکہ اُن کے نزدیک پیغمبر پاک ﷺ کی رائے بھی بغیر وحی کے حجت نہیں،اسکی تفصیل ''ذخیرہ مسائل'' حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے۔

اب اصل جواب کی طرف آیئے۔اصل اختلاف آٹھ اور بیس کا نہیں بلکہ نمازِ تراویح کو ماننے نہ ماننے کا ہے۔ آٹھ تراویح والے لوگ سرے سے نمازِ تراویح کو مانتے ہی نہیں، وہ نمازِ تراویح کے منکر ہیں بیس تراویح والے لوگ نمازِ تراویح کو مانتے ہیں۔

شاھد اقبال : محترم!وہ تراویح کو مانتے ہیں تب تو تراویح کی تعداد میں اختلاف کرتے

ہیں اور ہم ہمیشہ یہی سنتے آئے ہیں کہ تراویح کی تعداد میں اختلاف ہے کہ آٹھ ہے یا بیس، ایک فریق آٹھ کا قائل ہے دوسرا بیس کا۔

محقق عالم: شاہد بیٹا! کسی چیز کے انکار کے دو طریقے ہیں ایک صراحتاً انکار کرنا، دوسرا منافقانہ طریقے سے انکار کرنا جس میں ظاہری طور پر اقرار ہوتا ہے عنوان بھی مثبت ہوتا ہے لیکن اِس کی تہہ میں انکار چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ایک آدمی کہتا ہے کہ فلاں شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا، دوسرا آدمی اِسی بات کو یوں کہتا ہے کہ فلاں شخص کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے۔ دونوں نے نماز کی پابندی کا انکار کیا ہے لیکن پہلے شخص نے صراحتاً دوسرے نے اشارۃً و کنایۃً کہ اس نے عنوان مثبت رکھا ہے اِس کے ضمن میں اس کے پابند صلوۃ ہونے کا انکار ہے۔ اِسی طرح انہوں نے عنوان مثبت رکھا ہے آٹھ تراویح کا، اِس کے ضمن میں نمازِ تراویح کا انکار پوشیدہ ہے۔

مثال نمبر 1: اِس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ دو آدمی نمازِ عشاء کی رکعات میں اختلاف کرتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ عشاء کی فقط تین رکعات ہیں، دوسرا کہتا ہے تین نہیں بلکہ چار رکعات ہیں۔ یہاں بظاہر اختلاف تین اور چار رکعات کا ہے لیکن حقیقت میں عشاء کی تین رکعات بتانے والا نماز عشاء کا منکر ہے اور چار رکعات بتانے والا نماز عشاء کا قائل ہے کیونکہ جب ہر ایک سے اِس کی وضاحت طلب کی گئی تو تین رکعات کے قائل نے کہا کہ اصل میں مغرب اور عشاء ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، غروب آفتاب کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اُسی کا نام ہے نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء اور چونکہ مغرب کی تین رکعتیں ہیں تو عشاء کی بھی تین رکعتیں ہونگی۔ اُس کا کہنا ہے کہ عشاء کی نماز کوئی مستقل نماز نہیں بلکہ نماز مغرب کا دوسرا نام نمازِ عشاء ہے اور حدیث پاک میں نمازِ مغرب کیلئے نمازِ عشاء کا لفظ استعمال ہوا ہے، لہٰذا جب مغرب کی تین رکعتیں ہیں تو عشاء کی بھی تین رکعتیں ہونگی۔ اور چار رکعات کا

قائل کہتا ہے کہ مغرب اور عشاء دو مستقل نمازیں ہیں۔ ہر ایک کا وقت، رکعات کی تعداد حتی کہ بعض احکام بھی دوسری نماز سے مختلف ہیں۔ مغرب کی تین رکعتیں ہیں اور عشاء کی چار رکعتیں ہیں۔ مغرب غروب شمس کے بعد اور عشاء غروب شفق کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ جب دونوں کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اور رکعتوں کی تعداد بھی مختلف ہے تو یہ دونوں نمازیں مستقل ہیں۔ اِس مثال میں غور کریں، بظاہر اِن دونوں کے درمیان تین اور چار رکعات کا اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں عشاء کی تین رکعات بتانے والا شخص نمازعشاء کا منکر ہے۔ وہ نمازعشاء کو نمازمغرب سے الگ مستقل نماز نہیں مانتا جبکہ چار رکعات بتانے والا شخص نمازعشاء کو مانتا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نمازِمغرب اور نمازِعشاء دو مستقل اور الگ الگ نمازیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نمازِ تراویح آٹھ رکعت ہے وہ دراصل نماز تراویح کے منکر ہیں اور جو بیس تراویح کے قائل ہیں وہ نمازتراویح کو ایک مستقل نماز مانتے ہیں کیونکہ جب آٹھ تراویح والوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے اپنے عقیدہ کی وضاحت یہ کی کہ دراصل تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، گیارہ ماہ جو نمازتہجد کے نام سے پڑھی جاتی ہے رمضان میں اِسی کا نام تراویح ہو جاتا ہے۔ پس نمازِ تراویح نمازِتہجد سے الگ کوئی مستقل نماز نہیں اور چونکہ تہجد کی رکعات آٹھ ہیں تو تراویح کی بھی رکعات آٹھ ہونگی۔ جبکہ بیس تراویح کے قائلین کا عقیدہ یہ ہے کہ تہجد الگ نماز ہے اور تراویح الگ نماز ہے، یہ دو مستقل نمازیں ہیں۔ اب بظاہر اختلاف یہ ہو رہا ہے کہ تراویح آٹھ ہیں یا بیس لیکن حقیقت یہ ہے کہ آٹھ کے قائلین سرے سے نماز تراویح کے منکر ہیں، وہ اِس کو مستقل نماز نہیں مانتے۔ جبکہ بیس تراویح کے قائلین نماز تراویح کو ایک مستقل نماز مانتے ہیں۔

مثال نمبر 2: یا اِس کو یوں سمجھیں کہ وہ لفظ بولتے ہیں تراویح کا لیکن درپردہ وہ اس سے نمازتہجد مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ رافضی لوگ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں تو اِن کی

مراد وہ قرآن ہو۔ ہے جو اُن کے عقیدے کے مطابق امام مہدی کے پ س غار میں ہے، وہ اس موجودہ قرآن کو نہیں ما لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ ہم قرآن کو ما ہیں۔

قادینی. . کلمہ پڑھتے ہیں تو وہ سے مرزا قادینی مراد ۔ ہیں لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں کہ ہم کو ما ہیں، اسی طرح غیر مقلدین بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم ز۔ اوتح کو ما ہیں وہ اِس سے مراد ۔ ہیں زتہجد۔ اور ز۔ اوتح کے وہ ہیں۔ جبکہ اہلسنت ز۔ اوتح کو زتہجد سے . اا مستقل زما ہیں۔

مثال نمبر 3: قرآن کریم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ بعض دفعہ حضور ﷺ کو کہتے" (ہماری رعا۔ کیجئے)۔ منافقین بھی یہی کلمہ" کہتے تھے وہ مراد ۔"اے احمق" (العیاذ باللہ) جو گالی بن جاتی ہے۔ تقریباً یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔ اہل السنّت والجما ۔ . . ز۔ اوتح کا لفظ بولتے ہیں تو زتہجد سے . ا زمراد ۔ ہیں غیر مقلدین زتہجد مراد ۔ ہیں جس میں ۔ اوتح کا انکار ہے۔

غیر مقلدین کا یہ ان کی کتابوں میں

شاھد اقبال: مولا۔! کیا اِن کی کتب میں اِس عقیدہ کی صرا ۔ ملتی ہے؟

محقق عالم: جی ہاں اِن کی کتب میں یہ عقیدہ صراحتاً لکھا ہوا موجود ہے۔

حظہ کیجئے۔

1۔ غیر مقلد مولا۔ ۔ یا احمد رحمانی اعظمی لکھتے ہیں۔

"تہجد فی رمضان اور ۔ اوتح میں کوئی فرق نہیں" (انوار المصا ۔ :ص ۸۰)

2۔ غیرمقلد مولا۔ محمد اسماعیل لکھتے ہیں۔

''رمضان المبارک میں ۔ اوتح وہی ز ہے جس کا ذکر پہلے تہجد کے ۔م سے ہوا ہے.....بعض لوگ ۔ اوتح اور تہجد کو الگ الگ دو زیں سمجھتے ہیں یہ غلط ہے''

(رسول اکرم کی ز:ص۹۸)

3۔ غیرمقلد مولا۔ محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

'' ز۔ اوتح اور تہجد دراصل ا یہی چیز کے دو۔م ہیں''(صلوٰۃ الرسول:ص۳۷۸)

4۔ غیرمقلد حکیم عبدالرحمٰن خلیق لکھتے ہیں۔

''قیام اللیل(تہجد)اور ز۔ اوتح ا یہی حقیقت کے دو۔م ہیں'' (۱۲مسائل:ص۱۷۱)

5۔ غیرمقلد مولا۔ محمد خالد سیف لکھتے ہیں۔

''تہجد اور ز۔ اوتح درحقیقت ا یہی ز ہے''(زمصطفیٰ:ص۱۶۹)

6۔ غیرمقلد مولا۔ خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں۔

''میں یہ سمجھتا ہوں تہجد اور۔ اوتح ا یہی چیز ہے''(حی علی الصلوٰۃ:ص۳۳)

7۔ غیرمقلد ڈاکٹر شفیق الرحمان لکھتے ہیں۔

''ماہِ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نہیں بلکہ ا یچیز ہے''(ز ی:ص۲۴۱)

8۔ غیرمقلد حافظ عبدالرحمان لکھتے ہیں۔

'' زتہجد یہ۔ اوتح جو زعشاء کے بعد اور فجر سے پہلے درمیانی رات میں پڑھی جاتی ہے اِس کے۔م بہت ہیں۔اسے قیام اللیل(رات کا قیام)،و۔(طاق)، تطوع اور تہجد وغیرہ۔موں سے یدکرتے ہیں''(رحمانی زکلاں:ص۱۸۵)

گو یحافظ عبدالرحمان کی تحقیق کے مطابق۔ اوتح، تہجد اور و۔ ا یہی زکے مختلف۔م ہیں۔

شاہد اقبال: مولانا! بہت بہت شکریہ۔ آج مجھے اِس اختلاف کی حقیقت سمجھ آئی ورنہ اب تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ اہلحدیث لوگ تراویح کو مانتے ہیں، صرف آٹھ اور بیس رکعتوں کا اختلاف ہے۔ یہ تو آج پتہ چلا کہ یہ لوگ سرے سے تراویح کا انکار کرتے ہیں اور وہ بھی اقرار کے پردہ میں جو ایک منافقانہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ منافقین کہا کرتے تھے ''(ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں)
حالانکہ وہ آپ ﷺ کی رسالت کے منکر تھے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''
''(بے شک منافقین البتہ جھوٹے ہیں)۔ اہلحدیث بھی بظاہر تاثر یہ دیتے ہیں کہ وہ تراویح کو مانتے ہیں حالانکہ وہ صرف تہجد کو مانتے ہیں اور تراویح کے منکر ہیں۔ وہ لفظ بولتے ہیں تراویح کا مگر اِس سے مراد لیتے ہیں تہجد۔ قادیانیوں کی طرح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک لفظ بول دیتے ہیں مگر مراد کچھ اور لیتے ہیں، یہ بہت خطرناک طریقہ ہے۔

محقق عالم: شاہد بیٹے! میں آپ کی تائید کرتا ہوں کہ صراحتاً انکار کرنے سے منافقت اور تقیہ کے طور پر انکار کرنا بہت بڑا دھوکہ، فریب کاری اور بدترین قسم کا فراڈ ہے اور باطل یہی دجل کرتے ہیں۔

شاہد اقبال: مولانا! ایک طرف دعویٰ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح دو مستقل نمازیں ہیں۔ دوسری طرف دعویٰ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ آپ پہلے دعویٰ کے علمبردار ہیں جبکہ پروفیسر صاحب دوسرے دعویٰ کے مدعی ہیں۔ تو آپ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں؟

محقق عالم: پیارے شاہد! اہل السنّت والجماعت کے اِس دعویٰ پر صرف ایک دلیل ہی نہیں بلکہ الحمدللہ دلائل کا انبار ہے۔ ذرا توجہ کیجئے اور ہوش و گوش سے ملاحظہ کیجئے

﴿تہجد اور ۃ اوتح کے فرق پ دلائل﴾

دلیل نمبر 1:   (ماخذِ مشروعیت)

تہجد اور ۃ اوتح کی مشروعیت کے ما‥ . ا . اہیں۔ تہجد شریعت کے پہلے ما‥ یعنی قرآن کریم سے ۔ . ۃ ہے (پ۱۴) جبکہ ۃ اوتح شریعت کے دوسرے ما‥ یعنی ‥ ۃ سے ۔ . ۃ ہے(   )اور قیام رمضان یعنی ۃ اوتح کا طر   میں (محمد ﷺ) نے جاری کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ۃ اوتح قرآن کریم سے ۔ . ۃ نہیں ہے۔ ا یـ   ز کی مشروعیت قرآن سے ۔ . ۃ ہے جبکہ دوسری   ز کی مشروعیت قرآن سے ۔ . ۃ نہیں بلکہ حد یـ ۃ سے ۔ . ۃ ہے، تو یہ دو   زیں ا یـ   کیسے ہو سکتی ہیں؟

دلیل نمبر 2:   (مکانِ مشروعیت)

تہجد اور ۃ اوتح دونوں کی مشروعیت کی جگہ . ا ہے۔ تہجد مکہ   مہ میں مشروع ہوئی ہے جبکہ ۃ اوتح مدینہ منورہ میں مشروع ہوئی ہے، تو یہ دونوں   زیں ا یـ   کیسے۔

دلیل نمبر 3:   (زمانہ مشروعیت)

تہجد ہجرت سے پہلے مشروع ہوئی اور ۃ اوتح ہجرت کے بعد مشروع ہوئی۔

دلیل نمبر 4:   (کیفیتِ مشروعیت)

تہجد پہلے فرض تھی اور ا یـ   عرصہ ۃ   فرض رہی بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔

سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ ہیں

(ابوداؤد: ج ا ص ۱۸۹، ۱۹۱. ب فی صلوٰۃ اللیل)

سعد: میں نے کہا! اے ام المؤمنین (حضرت عائشہؓ) مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے خُلق کے متعلق بیان کیجئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرما! کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ رسول اللہ ﷺ کا خُلق قرآن ہے۔

سعد: میں نے کہا! اے ام المؤمنین مجھ سے تہجد کے متعلق ارشاد فرمائیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے دریفت فرما! کیا آپ سورۃ نہیں پڑھتے؟

سعد: میں نے عرض کیا! جی ہاں میں سورۃ پڑھتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ طیبہ طاہرہ نے ارشاد فرما! اس سورۃ کا ابتدائی حصہ ٠زل ہوا (جس میں تہجد کی فرضیت ہے) تو صحابہ کرامؓ اتنی طویل زتہجد پڑھتے کہ ان کے پ ؤں سوج جاتے اور اِس سورۃ کا آ ی حصہ . رہ ماہ آسمان میں رکا رہا۔ پھر . رہ ماہ کے بعد اِس کا آ ی حصہ ٠زل ہوا تو تہجد جو پہلے فرض تھی اب میں . ل گئی۔

فائدہ: اِس حدیث سے تین . تیں معلوم ہو ۔ای یہ کہ تہجد کی مشروعیت قرآن سے ث . ہے۔ دوسری یہ کہ تہجد کی مشروعیت مکہ مہ میں ہوئی کیو سورۃ مزمل ہجرت سے قبل مکہ میں ٠زل ہوئی ہے اور اسی سے تہجد کی مشروعیت ث . ہے۔ تیسری یہ کہ تہجد پہلے فرض تھی اور ای سال فرض رہی بعد میں سورۃ مزمل کے آ ی حصہ کے ٠زل ہونے کے ساتھ فرضیت منسوخ ہوگئی اور تہجد نفلی زبن گئی جبکہ اوتح کبھی بھی فرض نہیں ہوئی ہے۔

دلیل نمبر 5: (نبی پر فرضیت تہجد کا قول)

علماء کے ایک قول کے مطابق تہجد نبی کریم ﷺ پر فرض تھی، صرف امت کے حق میں تہجد کی فرضیت منسوخ ہوئی (زرقانی شرح مؤطا امام مالک: ج ۱ ص ۳۱۱) تراویح آپ پر فرض نہ تھی۔

دلیل نمبر 6: (سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ)

تہجد سنت غیر مؤکدہ ہے جیسا کہ ابھی حضرت عائشہؓ کی حدیث میں گذرا کہ تہجد پہلے فرض تھی پھر فرضیت منسوخ ہو کر نفلی نماز بن گئی۔ جبکہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کی معتبر کتاب الروض المربع جو سعودی عرب کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اِس کے ص ۶۵ پر لکھا ہے "تراویح سنت مؤکدہ ہے"۔ علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں "صحیح ترین بات یہ ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے" (شرح النقایہ: ج ۱ ص ۳۴۱)۔ ایک نماز سنت غیر مؤکدہ ہے، دوسری سنت مؤکدہ ہے یہ دونوں نمازیں ایک کیسے ہو سکتی ہیں؟ تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے پر مذاہب اربعہ کی درج ذیل کتب ملاحظہ کیجئے۔ البحر الرائق: ج ۱ ص ۱۱۷، حاشیہ فتاویٰ النوازل: ص ۹۴، حاشیہ الطحطاوی: ص ۴۱۱، رد المحتار: ج ۲ ص ۴۹۳، فتاویٰ تاتار خانیہ: ج ۱ ص ۴۷۵، المھذب: ج ۱ ص ۸۴ حلیۃ العلماء: ج ۲ ص ۱۱۹، الاقناع للشربینی: ج ۱ ص ۱۱۷، نھایۃ الزین: ج ۱ ص ۱۱۴، الفروع: ج ۱ ص ۴۸۸۔ المغنی لابن قدامۃ: ج ۱ ص ۷۹۷۔ مزید حوالہ جات کیلئے ہماری کتاب "آٹھ اور بیس تراویح کا فیصلہ" ملاحظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 7: (جماعت اور غیر جماعت)

تہجد میں اصل یہ ہے کہ بغیر جماعت کے پڑھی جائے تراویح میں جماعت سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ الروضۃ المربع: ص ۶۵ میں ہے

ت اوتح بیس رکعات ہے جو ت وں سمیت جما ت کے ساتھ پڑھی
جاتی ہے اور علی قاری ؒ ہیں

حسن نے امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کیا ہے ت واتح
میں جما ت ن کفایہ ہے (کہ اَ چندلوگ بھی جما ت کے ساتھ ت اوتح پڑہیں گے تو
ی الذمہ اور کوئی بھی جما ت کے ساتھ ت واتح نہ پڑھے گا تو پ ت کِ ن کا
و ل ہوگا)۔ ت اوتح میں جما ت ن علی الکفایہ ہے۔ اِس کیلئے حظہ کیجئے۔ شرح
النقایہ: ج ا ص ۳۴۱، فتاویٰ عالمگیری: ج ا ص ۱۲۸ (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)، فتاویٰ
النوازل: ص ۹۴، مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی: ص ۴۱۲، البحرالرائق: ج ا ص ۱۱۶

فائدہ : (حدیثِ عائشہؓ) حضرت عائشہؓ کی یَ رہ رکعات والی مشہور حدی ث جو تہجد کے
رہ میں ہے۔ اس سے چند فرق واضح طور پ سمجھ آتے ہیں۔ اُن سے پہلے وہ حدی ث حظہ
فرما

(بخاری: ج ا ص ۱۵۴، کتاب
التہجد: ب قیام النبی ﷺ للیل فی رمضان وغیرہ، ابوداؤد: صلوۃ الیل)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی ز
(تہجد) کیسے ہوتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمای کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں یَ رہ
رکعات پ زی دہ نہ کرتے۔ چار رکعات پڑھتے پس ان کے حسن اور طول کے متعلق کچھ نہ پوچھ۔

پھر آپ   چار رکعات پڑھتے پس اُن کے حسن اور طول کے متعلق کچھ نہ پوچھ (یعنی بہت خوبصورت اور طویل ہوتی تھیں) پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول آپ   وت پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں (پھر بغیر یہ وضو کے وت پڑھتے ہیں)۔ آپ   نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوت (یعنی نیند سے میرا وضو نہیں ٹوٹتا اِس لئے یہ وضو نہیں کرت)

دلیل نمبر 8:   (رمضان و غیر رمضان)

تہجد رمضان اور غیر رمضان میں یعنی ہر ماہ پڑھی جاتی ہے جبکہ ت اویح فقط رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔ ای   ز پورا سال پڑھی جاتی ہے دوسری   ز سال میں صرف ای ماہ (یعنی رمضان میں پڑھی جاتی ہے) یہ دونوں ای   ز کیسے ہوسکتی ہیں۔ جیسے   زِ اشراق پورے سال کی   ز ہے جبکہ زِ عید سال میں صرف دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے تو یہ دو زیں ا ا ہیں۔ زِ ظہر ہر روز پڑھی جاتی ہے زِ جمعہ، ہفتہ میں صرف ای دن یعنی جمعہ کے روز پڑھا جات ہے تو ظہر اور جمعہ دو ا ا زیں ہیں۔ اِسی طرح تہجد سارے سال کی   ز ہے اور ت اویح فقط رمضان کی   ز ہے۔ لٰہذا یہ بھی دو ا ا زیں ہونگی۔

دلیل نمبر 9:   (چار رکعت اور دو رکعت)

حدی ث عائشہؓ کے مطابق آپ   چار چار رکعات اور تین وت پڑھتے جبکہ ت اویح میں دو دو رکعات پڑھنا مسنون ہے۔ فقہ حنبلی کی معتبر کتاب الروضۃ المربع کے صفحہ ۶۵ پ ہے   بیس ت اویح دو، دو رکعات کرکے پڑھی جاتی ہیں۔ اس پ مزی حوالہ جات مذاہب اربعہ کے بیان میں   حظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 10:   (نیند کا وقفہ)

حدی ث عائشہؓ سے نبی پ ک ﷺ کا تہجد اور و ت وں کے درمیان سو ث ت ہے

ۃ اوتح اور و ۃ وں کے درمیان سو ۃ ۔ ۃ نہیں کیو حدیۃ میں ہے

یعنی۔ ۔ ماہ رمضان شروع ہو جاۃ تو آپ رمضان ۃ رنے ۃ

بستر پ قدم نہ ر ۃ ۔ زِ تہجد میں نوافلِ تہجد اور و ۃ وں کے درمیان سو ۃ ۔ ۃ ۃ اوتح اور

و ۃ وں کے درمیان سو ۃ ۔ ۃ نہیں تو یہ دو زیں ای کیسے؟

دلیل نمبر 11: (حدیۃ من قام)

ۃ اوتح والی حدیۃ کو کسی محدث نے تہجد کے ب ب

میں ذکر نہیں کیا۔ اَ ۃ اوتح اور تہجد ای ز ہوتی تو فضیلتِ ۃ اوتح کی اِس حدیۃ کو تہجد

کے ب ب میں بھی ذکر کیا جاۃ ۔ حالا اِس حدیۃ کو ۃ اوتح کے ب ب میں ذکر کیا جاۃ ہے،

تہجد کے ب ب میں ذکر نہیں کیا جاۃ ۔ معلوم ہوا کہ دونوں زیں ب ا ہیں۔

دلیل نمبر 12: (ۃ غیبِ جما ۃ)

تہجد ب جما ۃ کی تعریف و ۃ غیب آنحضرت ﷺ سے ۃ ۔ ۃ نہیں لیکن ۃ اوتح کو

جما ۃ کے ساتھ ادا کرنے کی تعریف و ۃ غیب رسول اللہ ﷺ سے ۃ ۔ ۃ ہے

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایۃ ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حجرہ) سے نکلے تو آپ نے

دیکھا کہ ماہ رمضان میں کچھ لوگ مسجد کے ای گوشہ میں ز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے

پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا! یہ ایسے لوگ ہیں کہ قرآن اِن کو یاد نہیں اور ابی بن کعبؓ اِن کو نماز پڑھا رہے ہیں اور وہ لوگ ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! انہوں نے درست کیا۔ یوں فرمایا انہوں نے اچھا کام کیا ہے۔

دلیل نمبر 13: (اہتمام جماعت کثیرہ)

نماز تہجد میں جماعت کثیرہ کو شامل کرنے کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت نہیں لیکن نمازِ تراویح کو جماعت کثیرہ کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اِس سلسلہ میں دو حدیثیں ملاحظہ کیجئے۔

1۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے کہ لوگ رمضان شریف کی ایک رات مسجد نبوی میں متفرق جماعتیں بنا کر نماز پڑھ رہے تھے۔ جن لوگوں کو قرآن کا کچھ حصہ یاد تھا وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ کسی کے ساتھ پانچ آدمی ہیں کسی کے ساتھ چھ ہیں اور کسی کے پیچھے اِس سے کم اور کسی کے پیچھے اس سے بھی زیادہ اور وہ اِن قرآن خواں لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مجھے حکم دیا کہ میں حجرہ کے دروازے پر چٹائی بچھا دوں۔ چنانچہ میں نے چٹائی بچھا دی۔ پس رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لائے اُس وقت مسجد میں جتنے لوگ موجود تھے سب آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو رات کے وقت دیر تک نماز پڑھائی

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۳)

2۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں

روزے رکھے آپ نے ہمیں تراویح نہ پڑھائی حتّٰی کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ۲۳ اور ۲۵ کی رات کو نماز پڑھائی، پھر ۲۷ کی رات کو اپنے گھر
والوں کو جمع کیا، اور لوگ بھی جمع ہو گئے اور آپ نے طویل نماز پڑھائی۔ (اِسی وجہ سے
بعد میں خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح باجماعت کا مستقلاً اہتمام کیا اور اِس
سنت کو دائمی طور پر جاری کیا جو آج تک جاری ہے)

دلیل نمبر 14: (ساری رات قیام)

تہجد میں ساری رات قیام کرنا آپ سے ثابت نہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں
(ئی: ج ا ص ۳۲۱) مجھے علم
نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے علاوہ دوسری کسی رات کو صبح تک ساری رات قیام
فرمایا ہو۔ اسی طرح سعد بن ھشام کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا

(قیام اللیل للمروزی: ص ۸۵)

میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ نہیں جانتا کہ آپ نے کسی ایک رات میں
بھی صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو سوائے رمضان کے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن
عباسؓ کے پاس جا کر یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ سچ کہتی ہیں۔
قرآن کریم میں حضور ﷺ کی تہجد کے متعلق ہے

بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ آپ
اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت (زتہجد میں) کبھی رات کی دو تہائی کبھی نصف رات
اور کبھی ایک تہائی قیام کرتی ہے۔ امام محمد بن مروزی رحمہ اللہ یہ آیت لکھ کر فرماتے ہیں
یہ نیند بھی ہے اور قیام بھی ہے (قیام اللیل: ص ۲۰) جبکہ آپ رمضان

میں ساری رات قیام فرماتے حتّٰی کہ کمر بستر کے ساتھ نہ لگاتے۔ زتہجد اور زتراویح میں معمول ہے کہ تراویح میں ساری رات صبح تک قیام فرماتے اور تہجد میں کبھی بھی صبح تک ساری رات قیام نہیں کیا تو یہ دو زیں ایک کیسے ہوگئیں؟

دلیل نمبر 15: (پورا قرآن کریم ختم کرنا)

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ پورا قرآن کریم ختم کرنا خلفاء راشدین کی سنت ہے جبکہ تہجد میں قرأۃ کی کوئی مقدار متعین نہیں۔ قرآن کریم میں ہے

(زتہجد میں) قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔

دلیل نمبر 16: (تعین رکعات)

زتہجد کی رکعات متعین نہیں بلکہ وقت کی گنجائش اور اپنی ہمت کے مطابق وتروں کے علاوہ دو رکعت سے دس رکعت تک پڑھ سکتے ہیں یعنی ۲۔۴۔۶۔۸۔۱۰۔ تراویح کی تعداد فریقین کے نزدیک متعین ہے ۲۰ یا ۸۔ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک بیس رکعات ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک آٹھ ہیں۔

دلیل نمبر 17: (وتروں کی جماعت)

تراویح کے بعد وتروں کا جماعت کے ساتھ پڑھنا خلفائے راشدین کی سنت ہے جبکہ تہجد کے بعد وتروں کی جماعت کا سنت ہونا ثابت نہیں۔

دلیل نمبر 18: (شعائر اسلام)

زتراویح شعائرِ اسلام میں سے ہے (نیل الاوطار: ج ۲ ص ۲۹۵، الدیباج: ج ۲ ص ۳۸۵، شرح ابوداؤد للعینی ج ۵ ص ۲۷۵، شرح سیوطی علیٰ مسلم: ج ۲ ص ۳۸۵، شرح نووی علیٰ مسلم: ج ۳ ص ۱۰۱، ۱۲۸، ۱۳۲، مرقاۃ المفاتیح: ج ۴ ص ۳۱۴، ۳۱۶، احیاء علوم

الدین: ج۱ ص۳۹۰) المبدع شرح المقنع (ج۲ ص۱۹۔ فقہ حنبلی) میں ہے

اورتـ اوتح ٠٠ ہے جسکو خود نبی پ ک ﷺ نے جاری کیا ہے اور یہ حضرت عمرؓ کی جاری کردہ ٠٠ نہیں ہے اور یہ دین کی علامات ِظاہرہ میں سے ہے جبکہ تہجد شعارِ اسلام میں سے نہیں ہے۔

دلیل نمبر 19: (وقت ۔ ا ۔ ا)

پنچ فرض زیں پنچ اِس لئے بنی ہیں کہ ہر زکا وقت دوسری زسے ۔ ا ہے۔ چنانچہ فقہاء اور محدثین حضرات نے ہر زکا وقت ۔ ا ۔ ا تحریر کیا ہے۔ اسی طرح تہجد اور اشراق دو ۔ ا ۔ ا زیں اِس لئے ہیں کہ ہر ایـ کا وقت دوسری زسے ۔ ا ہے۔ زتہجد کا وقت نصف رات کے بعد سے ع فجرتـ ہے اور زِاشراق کا وقت عِ شمس کے بعد ہے۔ معلوم ہوا کہ وقت کا ۔ ا ۔ اہو زوں کے ۔ ا ہونے کی دلیل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تـ اوتح اور تہجد کا وقت ایـ ہے یـ علیحدہ علیحدہ ہے؟ چو اِن دونوں زوں کا وقت ۔ ا ۔ ا ہے اِس لئے یہ دونوں زیں بھی ۔ ا ۔ ا ہونگی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ زتہجد کا وقت نصف رات کے بعد ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

(بخاری: ج۱ ص۱۵۴) رسول اللہ ﷺ اول شـ ۔

میں نیند کرتے اور رات کے اخیر میں تہجد پڑھتے۔ غیر مقلدین علماء نے بھی اِس ۔ ت کو تسلیم کیا ہے کہ زتہجد اور زتـ اوتح کا وقت ۔ ا ۔ ا ہے۔ فتاویٰ علماء حدیـ شـ میں ہےتـ اوتح کا وقت عشاء کی زکے بعد اول رات کا ہے اور تہجد کا آ رات کا۔ (ج۶ ص۲۵۱) نیز فرماتے جو شخص رمضان میں عشاء کے وقت زتـ اوتح پڑھ لے وہ آ وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے، اول شـ ۔ میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ علماء حدیـ شـ: ج۶ ص۳۳۱)

نیز فرماتے ہیں اَ اوتح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف اوتح ہے پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے۔(فتاویٰ علماء حدیث :ج٦ص۲۲۹)

دلیل نمبر20: (٠م . ا . ا)

پنج فرض زیں،اسی طرح زِاشراق،اوابین، زِتہجد وغیرہ کے . ا . ا٠م اِس . ت کی دلیل ہے کہ یہ زیں بھی . ا . اہیں۔سو . اِن دو زوں کے٠م . ا . اہیں، ا کا٠م زِ اوتح ہے دوسری کا٠م زِتہجد ہے،ا کا٠م قیامِ رمضان دوسری کا قیام اللیل ہے تو یہ دو زیں بھی . ا . اہونگی۔

دلیل نمبر21: (.ب . ا . ا)

محدثین حضرات نے تہجد اور اوتح کے . ا . اب قائم کئے ہیں جو ان کے الگ الگ زہونے کی دلیل ہے اور اَ یہ دونوں زیں ا ہیں تو ہر ا کے . ا ب قائم کرنے کی کیا ضرورت؟ کتب حدیث میں دونوں زوں کے . ا . اب بحوالہ حظہ کیجئے۔

٠م کتاب	.ب تہجد	.ب اوتح
صحیح بخاری	.ب فضل قیام اللیل:ج اص۱۵۱	.ب فضل من قام رمضان: ج اص۲۶۹
صحیح مسلم	.ب صلوۃ اللیل:ج اص۲۵۳	.ب الترغیب فی قیام رمضان و ہوالترا وتح:ج اص۲۵۹
سنن ابی داؤد	.ب فی صلوۃ اللیل:ج اص۱۸۸	.ب قیام شہر رمضان:ج اص۱۹۶
سنن مذی	.ب فی فضل صلوۃ اللیل:ج اص ۹۸	.ب ما جاء فی قیام شہر رمضان ج اص۱۶۶

سنن ئی	کتاب قیام اللیل: ج۱ص ۲۳۷	ثواب من قام رمضان وصام...الخ ج۱ص ۳۰۷
سنن ابن ماجہ	. ب ماجاء فی قیام اللیل: ص۹۴	. ب ماجاء فی قیام شہر رمضان: ص۹۴
موطأ امام مالک	. ب فی صلوۃ اللیل: ص۹۹	. ب فی قیام رمضان: ص۹۷
موطأ امام محمد	. ب صلوۃ اللیل: ص۱۱۹	. ب قیام شہر رمضان: ص۱۴۱
مشکوٰۃ شریف	. ب صلوۃ اللیل: ج۱ص ۱۰۵	. ب قیام شہر رمضان: ج۱ص ۱۱۴
ر ض الصالحین	. ب فضل قیام اللیل: ص۳۶۲	. ب استحباب قیام رمضان وھو التراویح: ص۳۶۷
صحیح ابن حبان	فصل فی قیام اللیل: ج۵ص ۱۱۲	فصل فی التراویح: ج۵ص ۱۰۷
مجمع الزوائ	. ب فی صلوۃ اللیل: ج۲ص ۵۱۹	. ب قیام رمضان: ج۳ص ۴۰۱
سنن کبریٰ امام بیہقی	. ب فی قیام اللیل: ج۲ص ۴۹۹	. ب فی قیام شہر رمضان: ج۲ص ۴۹۱
جمع الفوائ	صلوۃ اللیل: ج۱ص ۲۰۳	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک ج۱ص ۲۰۶
مختصر قیام اللیل للمروزی	قیام اللیل: ص۲ - ص ۱۴۹	قیام رمضان: ص۱۵۰ - ۱۷۸
بلوغ المرام	صلوۃ التطوع: ص۸۳	قیام رمضان: ص۱۵۲

محدثین حضرات کے تہجد اور اویح کے علیحدہ علیحدہ .ب قائم کرنے سے معلوم ہوا کہ اِن حضرات کے ·.د ی بھی تہجد اور اویح دو علیحدہ علیحدہ زیں ہیں ورنہ اُن کے الگ الگ .ب قائم نہ کرتے۔

دلیل نمبر 22: (رمضان کی شرط)

عہد ی میں رمضان کا چا· نہ آ ی توانہوں نے روزہ نہ ر · اور قیام نہ کرنے (یعنی اویح نہ پڑھنے) کا ارادہ کرلیا۔ اچا· وادی حرہ سے ا ی (دیہاتی آدمی) نے حاضرِ · مت ہوکر چا· دیکھنے کی شہادت دی۔ چنانچہ اُس کے ایمان واعتقاد کی تصدیق کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا لوگو روزہ رکھو اور اویح پڑھو۔

(دار قطنی: ج۲ ص۱۵۹)۔

معلوم ہوا کہ ز اویح ماہِ رمضان کے چا· آنے کے ساتھ مشروط ہے جبکہ تہجد ہلالِ رمضان کے ساتھ مشروط نہیں، وہ سارا سال پڑھی جاتی ہے۔

دلیل نمبر 23: (مسجد میں جما)

علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اویح اور تہجد کے درمیان وقت اور کیفیت کے اعتبار سے فرق تھا۔

 اویح مسجد میں جما کے ساتھ ہوتی تھی جبکہ تہجد اِس طرح نہ تھی

 اویح رات کے اول حصہ میں شروع کرتے جبکہ تہجد رات کے آ· ی حصہ میں پڑھی جاتی (العرف الشذی: ص۱۶۶)

دلیل نمبر 24: (تہجد بعد از نوم)

تراویح نمازِ عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے جبکہ تہجد نیند سے اُٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں (تفسیر ابن عباس:ص۱۸۱) اور تہجد نیند کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

مسجد چینیاں والی کے غیر مقلد خطیب مولوی عبداللہ چکڑالوی نے نمازِ تراویح کا انکار کیا اس پر انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا "البیان الفصیح لاثبات کراھۃ التراویح" موصوف چکڑالوی صاحب نے انکار تراویح کی بنیاد اسی نکتہ پر رکھی کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک نماز ہیں، الگ الگ نماز نہیں ہیں۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے چکڑالوی صاحب کے عقیدے کا پہلے خلاصہ لکھا پھر اِس کی تردید کی۔ چنانچہ شیخ الاسلام موصوف نے چکڑالوی کے مذہب کا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ پہلے وقت کی نمازِ تراویح اور پچھلے وقت کی نمازِ تہجد ایک ہی ہیں دو نہیں یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اِس دعویٰ پر دلیل کوئی نہیں بلکہ اِس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اُٹھ کر نماز پڑھنا۔ قاموس میں ہے تہجد استیقظ (تہجد کے معنی ہیں وہ جاگ گیا) حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جو اوپر درج ہے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہے (اہلحدیث کا مذہب:ص۶۹)

دلیل نمبر 25: (قیام اللیل اور قیام رمضان)

تہجد کا دوسرا نام قیام اللیل ہے اور تراویح کا نام قیام رمضان ہے۔ اور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان نے کہا ہے کہ قیام اللیل اور قیام رمضان دو الگ الگ نمازیں ہیں۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں۔ (نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعیۃ والاذکار:ص۳۰۲) قیام اللیل (یعنی تہجد) قیام رمضان (تراویح) کا غیر ہے۔

رمضان میں‌ اوتح اورتہجد کا ثبوت

ماہِ رمضان میں‌ اوتح پ‌ ڑھنے کے بعد اخیر رات میں . اتہجد کا پ‌ ڑھنا اس .ت کی دلیل ہے کہ‌ اوتح اور تہجد دو زیں . ا. اہیں اور اَ یہ دونوں زیں ا یہ ہیں تو پھر‌ اوتح پ‌ ڑھنے کے ساتھ تہجد بھی پ‌ ڑھی گئی، دو. رہ اخیر رات میں تہجد پ‌ ڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

کیو زفرض ہو یہ ‌‌ ا یہ وقت میں دو دفعہ نہیں پ‌ڑھی جاتی۔ ظہر کے وقت ظہر ا یہ مرتبہ پ‌ڑھی جاتی ہے، دو مرتبہ نہیں پ‌ڑھی جاتی۔ زاشراق، اشراق کے وقت میں ا یہ دفعہ پ‌ڑھی جاتی ہے دو دفعہ نہیں پ‌ڑھی جاتی۔‌ اوتح کا وقت زعشاء کے بعد سے صبح صادق ‌ ہے۔. . رات کو عشاء کے بعد اول وقت میں‌ اوتح پ‌ڑھی گئی تو غیر مقلدین کے یہ کے 1/26 مطابق تہجد بھی پ‌ڑھی گئی۔اب رات کے اخیر میں دو. رہ تہجد پ‌ ڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ دو زیں . ا. اہیں، اِسلئے ‌ اوتح کے بعد تہجد پ‌ ڑھنے کے جتنے دلائل پیش ہونگے وہ . ‌ اوتح و تہجد کے دو علیحدہ علیحدہ زیں ہونے کے دلائل ہیں۔

دلیل نمبر:

حدیہ ‌ ‌ عائشہؓ جو پیچھے متن اور‌ جمہ سمیت لکھی جا چکی ہے، اس حدیہ عائشہؓ میں رمضان المبارک کی تہجد کے متعلق سوال ہے کیو ابو سلمہؓ کو شبہ ہوا کہ شایہ رمضان میں نبی کریم ﷺ تہجد کی رکعتیں زیدہ کر دیتے ہونگے، اس لیے سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیہ کہ آپ کی تہجد کی رکعات رمضان اور غیر رمضان میں . ا. ہوتی تھیں اور ساتھ ساتھ زکی کیفیت بھی بتا دی۔ خود اِس حدیہ میں چند قرائن ہیں جن سے معلوم ہو‌ ہے کہ یہ سوال و جواب تہجد کے متعلق تھا‌ اوتح کے متعلق نہ تھا (ا) رمضان اور غیر

رمضان میں زِ تہجد پڑھی جاتی ہے جبکہ اوتح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے
(۲) آپ چار چار رکعات پڑھتے جبکہ اوتح دو دو رکعات پڑھنا مسنون ہے
(۳) آپ و وں سے پہلے سوجاتے جبکہ اوتح اور و وں کے درمیان سو آپ
سے ۔ نہیں۔ پس ۔ ہوا کہ ابوسلمہؓ کا سوال رمضان میں زتہجد کے متعلق تھا۔ اسی
لئے حضرت عائشہؓ نے بھی جواب میں زِتہجد ہی کا ذکر فرمایا ہے (۴) یہ بھی احادیث مبارکہ
میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ قی مہینوں سے ماہ رمضان میں عبادت زیدہ کرتے تھے۔
ای حدیث میں ہے

(شعب الایمان للبیہقی: ج۳ص۳۱۰، الترغیب لابی القاسم:
ج۲ص۳۶۳، کنز العمال: حدیث نمبر ۱۸۰۶)۔ رمضان شروع ہو تو نبی کریم ﷺ کا
ر ل جا ، زیدہ ہوجاتی، دعامیں عا ی ھ جاتی اور خوف ازیدہ ہوجا ۔ ای
روای میں ہے

(صحیح ابن خزیمہ: ج۳ص۳۴۲، شعب الایمان للبیہقی: ج۳ص۳۱۰، زجاجۃ المصا : ج۱
ص۳۶۲)۔ رمضان مبارک داخل ہو تو نبی کریم ﷺ اپنا تہبند مضبوط کر اور ماہ
رمضان رنے اپنے بستر پہ نہ آتے اور ماہ مبارک کا آ ی ہ شروع ہوجا تو
آپ کی عبادت میں اور بھی اضافہ ہوجا ۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً
روای ہے (صحیح مسلم
: ج۱ص۳۷۲) نبی کریم ﷺ آ ی ہ میں (عبادت میں) جتنی کوشش کرتے اتنی
دوسرے دنوں میں نہ کرتے۔ ای اور روای میں ہے

(بخاری: ج۱ص۲۷۱، مسلم: ج۱ص۳۷۲)۔ آ ی ہ آ تو
آپ اپنا تہبند مضبوط کر اور ساری رات عبادت کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی

جگاتے۔ اِن روایت میں کثرتِ عبادت سے رکعتوں کی تعداداور کیفیت دونوں کے اعتبار سے زیدتی مراد ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ رمضان میں دوسرے مہینوں کی نسبت زیدہ ز پڑھتے بعتبار رکعت کے بھی اور بعتبار خشوع کے بھی (فتاویٰ عزیزیہ:ص ۴۵۰) اور غیر مقلد نواب صدیق حسین خان فرماتے ہیں کہ احادیث صیحہ میں (رمضان کی اضافی) رکعات کی تعین نہیں آئی البتہ حدیث

سے معلوم ہوت ہے یعنی رکعات

کی تعدادزیدہ ہوتی تھی (الانتقادالرجیح:ص۶۱)۔اَ حضرت عائشہؓ کی یرہ رکعات والی حدیث کا محمل ومصداق ت اوتح کو بنایجائے اور یہ بھی یہ ہوکہ ت اوتح اورتہجد ای زہے تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان اور غیر رمضان کی ز. ا. ہوتی تھی یعنی صرفَ یرہ رکعات پڑھتے تھے، اس سے زیدہ نہ پڑھتے تھے اور یہ بت کثرتِ عبادت والی مذکورہ بلا احادیث کے خلاف ہے اِس لئے یہ در ینہیں۔ اوراَ حدیث عائشہؓ کا محمل ز تہجد ہو اور ت اوتح و تہجد. ا. ا زہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں 2/27 زتہجدَ یرہ رکعات پڑھتے تھے رمضان میں تہجد کے علاوہ زِ ت اوتح کی رکعات کا اضافہ بھی ہوجات۔ رمضان میں کثرتِ عبادت والی احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اِس لحاظ سے حدیث عائشہؓ کا محمل زِتہجد ہے یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان میں زت اوتح کے علاوہ زِتہجد بھیَ یرہ رکعات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:

حضرت عائشہؓ کی حدیث بطریق ابوسلمہؓ جوَ یرہ رکعات تہجد کے بررے میں ہے اس میں ہے کہ ابوسلمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا

(رسول اللہ کی رمضان میں زکیسے ہوتی تھی)اس کی علامہ بیجوری شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(المواہب اللد حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ:ص۱۴۳)یعنی ابوسلمہ کا مقصد یہ تھا زِعشاء کے بعد جو زِ تراویح پڑھی جاتی ہے اس سے زائد زجو تہجد کے وقت میں پڑھی جاتی ہے وہ کیسے تھی؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے تراویح کے علاوہ تہجد کا انکار نہیں کیا، نہ یہ فرمایا کہ آپ عشاء کے بعد اول وقت میں جو تراویح پڑھتے تھے وہی آپ کی تہجد تھی بلکہ حضرت عائشہؓ نے تہجد کے وقت کی زِتہجد کی رکعات کی تعداد اور کیفیت بتادی کہ جیسے آپ غیر رمضان میں تہجد یرہ رکعات پڑھتے تھے رمضان میں بھی تہجد یرہ رکعات ہی پڑھتے تھے،اس کیفیت کے ساتھ کہ چار چار رکعات پڑھتے جو خوبصورت اور طویل ہوتی تھیں،اس کے بعد رمضان اور غیر رمضان میں تین وتر پڑھتے۔

علامہ بیجوری کی صرا وتحقیق کے مطابق ابوسلمہؓ کا یہ سوال اور حضرت عائشہ کا جواب تراویح کے متعلق نہ تھا بلکہ تراویح سے زائد زجو تہجد کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق ہے اور وہ زتہجد ہے۔اس سے ثا ہوا کہ رسول اللہ ماہِ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد کے وقت میں زتہجد بھی پڑھتے تھے۔اور اگر کبھی تراویح کو ہی اخیر رات تک طول دے دیں تو پھر نصف رات کے بعد والی رکعات میں تراویح کے علاوہ تہجد کی بھی ا کرلی ہوں گے،تو دونوں زوں کی کی وجہ سے دونوں کی فضیلت وثواب حاصل ہوجاتا۔

دلیل نمبر:

مالا بد منہ کے حاشیہ میں ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”وآنچہ مروی

شدہ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ مراد ازاں نماز تہجد است در رمضان وغیرہ. او بود وآں را صلوۃ اللیل می گفتند اما تراویح غیر آن است کہ در عرف شان بقیام رمضان مسمی بود'' (مالا بد منہ ص ۸۷ حاشیہ نمبر ۳)

اور جو کچھ حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان وغیرِ رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، اس سے نمازِ تہجد مراد ہے کہ وہ رمضان وغیرِ رمضان میں ادا ہوتی ہے۔ اس کو صلوۃ اللیل بھی کہا جاتا ہے لیکن نماز تراویح وہ نمازِ تہجد کا 4/29 غیر ہے۔ عرف میں اس کو قیامِ رمضان کا نام دیا جاتا ہے۔

پس شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حدیثِ عائشہؓ میں نمازِ تہجد مراد ہے جو نمازِ تراویح کے علاوہ ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نمازِ تراویح کے علاوہ نمازِ تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری: ج ۱ ص ۱۵۴ پر باب قائم کیا ہے

۔ دلیل نمبر ۲۵ میں ابھی گذرا ہے ''قیام اللیل''

نماز تہجد کا نام ہے۔ اِس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ رمضان اور غیر رمضان میں قیام اللیل کا عنوان قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد بھی پڑھی جائے۔ نیز امام بخاری رحمہ اللہ حضرت عائشہؓ کی اِس حدیث کو تہجد کے باب میں لا کر اشارہ کیا ہے کہ اِس حدیث کا تعلق نماز تہجد کے ساتھ ہے پھر قیام رمضان کے باب میں دوبارہ لا کر اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں صرف تراویح پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ تراویح اور تہجد دونوں نمازیں پڑھی جاتی کہ دونوں کی فضیلت اور دونوں کا ثواب حاصل کیا جائے۔ نیز امام محمد رحمہ اللہ نے بھی حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کو قیام رمضان کے باب میں ذکر کر کے اِس طرف

متوجہ کیا ہے کہ رمضان میں ت اوتح کے علاوہ تہجد بھی پڑھی جائے لیکن قادیانیوں اور غیر مقلدین نے ''ت اوتح اور تہجد ای ز'' کا یہ ا دکر کے کتنے مسلمانوں کو رمضان المبارک جیسے عظیم مہینہ میں تہجد جیسی عظیم عبادت سے محروم کر دیا ہے۔

دلیل نمبر:

اِس دلیل کی وضا ت سے پہلے حضور ﷺ کی ۱۳ رکعات تہجد کی روایت حظہ فرما

(بخاری: ج ۱ ص ۱۵۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روای ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زِ تہجد ۱۳ رکعات تھی۔ بخاری میں یہ روای مختصر ہے لیکن محدث محمد بن مروزی رحمۃ اللہ علیہ اِس حدی کو تفصیلاً کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے پ حضرت عباسؓ نے مجھے زعشاء کے بعد اپنے ای کام کیلئے رسول اللہ ﷺ کے پ س بھیجا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پ س پہنچا تو آپ نے مجھے کہا اے پیارے بیٹے یہ رات ہمارے پ س ارو۔ اور اُس رات رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھے۔ چنانچہ میں نے یہ رات رسول اللہ ﷺ اور اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں اری۔ حضور ﷺ اور حضرت میمونہؓ تو اپنے تکیہ پ سو گئے جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا اور میں اُن کے سر کی جا تکیہ کے پ س عرضاً سو ی۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے تو آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی پھر یہ آیت تلاوت فرما سے پ نچ آیت ۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ کچھ دی کے بعد دو رہ اُٹھے اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے یہی آیت تلاوت فرما ۔ پھر اپنے ئے ہوئے مشکیزہ سے تن میں پ نی لیا اور کامل طر سے

وضوکیا۔ پھراپنی چادراوڑھی، چادراوڑھ کر کمرے میں داخل ہوئے اور کھڑے ہوکر زشروع کردی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اُٹھا مشکیزے سے پ نی لیا اور جیسے میں نے آپ کو وضوکرتے دیکھا اُسی طرح وضوکیا پھر میں بھی کمرے میں َ یا اور حضور ﷺ کی . جا. کھڑا ہوَ یا ،آپ نے مجھے اپنے پیچھے سے گھما کر اپنی دا طرف کھڑا کیا،آپ نے مجھے مانوس کرنے کیلئے اپنا دائیاں ہاتھ میرے سر پ رکھا اور میرے دا کان کو مروڑا پھر اِس کو مسلا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ۱۳ رکعات ز پڑھی (مختصر قیام اللیل للامام: ص۸۲،۸۳)

فائ ہ نمبر 1:

(۱) مذکورہ . لا حدیـ ث میں ۱۳ رکعات زتہجد اور و تـ وں کا جو ذکر ہے وہ ماہِ رمضان کے علاوہ ہے کیو ماہِ رمضان میں تو نبی کریم ﷺ بستر کے ساتھ کمر نہ لگاتے تھے. . کہ اِس حدیـ ث میں بیوی کے ساتھ ا یـ ہی تکیہ پ سونے کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ زتہجد پڑھنے کا بیان ہے۔

(۲)

(مختصر قیام اللیل: ص۸۳)

حضرت زیـ بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایـ ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ

میں ضرور نبی کریم ﷺ کی زتہجد دیکھوگا۔سو میں نے آپ کی چوکھٹ یا آپ کے خیمہ کو تکیہ بنا لیا۔رسول اللہ ﷺ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں بہت طویل پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں پھر دو رکعت پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں،(اِن کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر)اِن کو وتر بنایا۔پس یہ تیرہ(۱۳)رکعات ہو گئیں۔

فائدہ نمبر2:

کا یہ مطلب کہ آخری دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر اِن کو وتر بنا، اِس کی دوسری حدیث میں صراحت موجود ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(بخاری:ج۱ص۱۳۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا زِتہجد دو دو رکعت ہے، پھر جب نماز سے لوٹنے کا ارادہ ہو تو آخری دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا لے یہ ایک رکعت اِن دو رکعتوں کو وتر بنا دے گی(مدینہ منورہ کے فقیہ)قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جب سے عقل وشعور کو پہنچے ہیں صحابہ کرامؓ کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین وتر پڑھتے ہیں۔

فائدہ نمبر3:

یہ ایک رکعت پہلی دو رکعت کے ساتھ اِس طرح ملائی جائے کہ دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے اور بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت اُن کے ساتھ ملائی جائے۔حضرت عائشہؓ اور حضرت

ابی بن کعبؓ کی روایہ میں دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرنے کی صرا   ہے۔ حظہ کیجئے

(۱)

(ئی: ج ا ص ۲۴۸)

سعد بن ہشام حضرت عائشہؓ سے روایہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ و وں کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

☆اس حدیث سے دو تیں ہوتی ہیں۔ و تین ہیں اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں بلکہ تین رکعتوں کے بعد سلام ہے۔

(۲)

(ئی: ج ا ص ۲۴۹)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ و وں کی پہلی رکعت میں

، دوسری رکعت میں   اور تیسری رکعت میں

پڑھتے تھے اور سلام نہیں پھیرتے تھے   اِن تین و وں کے اخیر میں۔

(۳)

(مختصر قیام اللیل: ص ۸۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے پس آپ نے دو رکعتیں   پڑھی، پھر دو رکعت   پڑھی، پھر دو رکعت   پڑھی، پھر دو رکعت   پڑھی، پھر دو رکعت   پڑھی پھر دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت   کر اِن کو و بنایہ (یہ تیرہ (۱۳) رکعتیں ہو)

(۴)

(مختصر قیام اللیل: ص ۸۴)

شرحبیل بن سعد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا انہوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور سقیا بستی میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے۔آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر تیرہ رکعت نماز تہجد پڑھی۔اُس وقت جابر بن عبداللہؓ بالکل آپ ﷺ کے قریب تھے۔

☆اِن احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غیر رمضان میں تہجد تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

اَب غیر مقلدین کے یہ روایت کہ

1۔رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں صرف اور صرف گیارہ رکعت پڑھتے تھے اِس سے زیادہ رکعات نہ پڑھتے تھے۔

2۔تراویح اور تہجد ایک نماز ہے،دو الگ الگ نمازیں نہیں ہیں۔

3۔اور رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تراویح سے الگ نماز تہجد نہیں پڑھتے تھے۔

کو درست تسلیم کرلیں تو اِس سے دو خرابیاں لازم آتی ہیں۔

1۔رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کی عبادت غیر رمضان سے کم ہو کہ غیر رمضان میں تو آپ ﷺ نماز تہجد تیرہ رکعت تک پڑھتے تھے لیکن رمضان المبارک میں فقط گیارہ رکعت پڑھتے تھے اِس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔

2۔اِس صورت میں رسول اللہ ﷺ کا رمضان میں فقط گیارہ رکعت والا عمل آپ ﷺ کی رمضان المبارک میں کثرت عبادت والی احادیث کے خلاف و متصادم ہو جاتا ہے اور گیارہ

رکعت والی حدیثِ عائشہؓ اور رمضان میں کثرتِ عبادت والی حدیثوں میں تضاد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اِسلئے غیر مقلدین کے یہ روایت غلط اور بے دلیل ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اِس حدیثِ عائشہ ؓ میں زِتہجد کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تراویح کے علاوہ زِتہجد کی فقط گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور آپ کا یہ عمل رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت والی احادیث کے بھی موافق ہے اور حدیثوں میں تضاد بھی لازم نہیں آتا۔ دونوں روایت قار کے سامنے ہیں۔ ایک خود رسول اللہ ﷺ کے عمل کو اُن کی اپنی حدیثوں سے ٹکرانے اور آپ کی حدیثوں میں تضاد پیدا کرنے والا، دوسرا آپ کے عمل اور آپ کی حدیثوں کے درمیان موافقت پیدا کرنے والا۔ ظاہر ہے جس یہ سے آپ کے عمل وحدیث میں نیز آپ کی احادیث میں تعارض وتضاد لازم آتا ہے وہ صحیح نہیں ہوسکتا۔ صحیح یہ وہی ہوگا جس کے مطابق آپ کے عمل وحدیث میں اور مختلف احادیث میں موافقت پیدا ہو جائے۔ سو اِس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں تراویح کے علاوہ گیارہ رکعت زِتہجد پڑھتے تھے جس کے اوقات مختلف تھے، اِس کی تفصیل آگے آرہی ہے اور اگر کسی کو رمضان المبارک میں تراویح سے الگ زتہجد پڑھنے کے ثبوت کا علم نہ ہو تو اِس کے عدمِ علم سے عدم لازم نہیں آتا، ہمہ دانی کا کون دعویٰ کرسکتا ہے۔

دلیل نمبر:

رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ آپ جو عمل بھی کرتے اِس پر دوام کرتے یعنی اِس کی پابندی کرتے، اِس کو لگاتار کرتے۔ آپ نے امت کو بھی اِسی چیز کی ترغیب دی ہے۔ وقتی جوش کے ساتھ کثیر عمل کے مقابلہ میں قلیل عمل جس پر ہمیشگی ہو وہ شرعاً، عقلاً

وعرفاًز یـ دہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روا یـ تـ ہے

(صحیح

مسلم: ج ا ص ۲۶۶) رسول اللہ ﷺ سے در یـ فت کیا َ یـ کو عمل اللہ کوز یـ دہ پسند ہے؟
فرما یـ وہ عمل اللہ تعالیٰ کوز یـ دہ پسند ہے جس پـ دوام ہوا َ چہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

(صحیح مسلم: ج ا ص ۲۶۶)

علقمہ تـ بعی کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ
رسول اللہ کا عمل کیسے ہوتـ تھا کیا آپ ایسا عمل بھی کرتے تھے جس پـ دوام نہ
کرتے ہوں؟ ام المؤمنینؓ نے فرما یـ ! کہ آپ اپنے عمل پـ دوام فرماتے تھے۔

نیز حضرت عائشہؓ سے روا یـ تـ ہے

(مسلم: ج ا ص ۲۶۶) بے شک اللہ تعالیٰ کے ٭د یـ محبوب تـ ین عمل وہ ہے جس پـ
دوام کیا جائے ا َ چہ وہ عمل قلیل ہو اور آل محمد ﷺ کا طر بھی یہی تھا کہ وہ . کوئی عمل
شروع کرتے تو اِس کو ٭. تـ ر تـ ۔

(بخاری: ج ۲ ص ۸۷۱) اللہ تعالیٰ کے ٭د یـ محبوب تـ ین عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہوا َ چہ وہ تھوڑا
ہو۔ اس نوع کی د احادیـ ٭ :ج ۳ ص ۳۲۰، ۳۲۳
پـ حظہ فرما ۔. . نبی پـ ک ﷺ کا اصول تھا کہ آپ جو عمل کرتے اِس پـ دوام
کرتے۔ آپ کا دا عمل یہ تھا کہ آپ نصف رات کے بعد ہمیشہ زِتہجد پـ ڑھتے

تھے۔ غیر مقلدین کا یہ یہ کہ آپ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینہ میں نصف رات کے بعد تہجد نہیں پڑھتے تھے بلکہ رات کے اول حصہ میں آپ جو تراویح پڑھتے وہی آپ کی زِ تہجد ہوتی تھی، یہ احادیث دوام کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ لہٰذا احادیث دوام کا تقاضا ہے کہ ز تراویح کے ساتھ ساتھ تہجد کا معمول بھی چلتا رہے۔

دلیل نمبر:

صحیح مسلم: ج۱ص۳۵۲، مختصر قیام رمضان: ص۱۵۴ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں ز پڑھ رہے تھے، میں آپ کی ای جانب کھڑا ہو گیا پھر ایک آدمی شامل ہو گیا، اِس طرح متعدد آدمی آئے حتّٰی کہ ایک جماعت بن گئی۔۔ نبی پاک ﷺ کو احساس ہوا کہ ہم آپ کے پیچھے ہیں تو آپ نے (ز طویل پڑھنے کی بجائے) ز کو مختصر کیا اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے یعنی گھر میں داخل ہو کر وہ ز پڑھی جو ہمارے پاس نہ پڑھی تھی۔ تراویح تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ادا کر لی تھی اِس لئے گھر میں جا کر جو ز پڑھی ظاہر یہ ہے کہ وہ تہجد تھی۔ اِس اختصار کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشادِ امی ہے

(ترمذی: ص۵۵ باب ماجاء اذا ام احدکم الناس...الخ (ابوداؤد: ج۱ص۱۱۶) ۔ ۔ تم میں سے کوئی لوگوں کو امامت کرائے تو وہ ز ہلکی پڑھائے......اور۔ اکیلا ز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔ مذکورہ بالا حدیثِ انسؓ میں راض ہو کر ز کو درمیان میں چھوڑ کر گھر میں داخل ہو جانا مراد نہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرامؓ کو جماعت تراویح پڑھتے دیکھ کر

تعریف وتصویب فرمائی۔ فرمایا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا.....اور خوف فرضیت کی وجہ سے بھی درمیان میں چھوڑ مراد نہیں کیونکہ آپ کو خوفِ فرضیت ہوا تو آپ نے سرے سے باہر آکر نماز جماعت پڑھائی ہی نہیں۔

دلیل نمبر :

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو تین راتیں نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ پہلی رات میں تہائی رات تک، دوسری رات میں نصف رات تک اور تیسری رات سحری تک، حتیٰ کہ سحری کے فوت ہونے کا خوف ہونے لگا۔ غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ نے تینوں رات آٹھ رکعات پڑھائی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اور دوسری رات میں تراویح پڑھانے کے بعد رات کے باقی حصہ میں کیا کیا؟ یقیناً آپ نے رات کا باقی حصہ سوکر نہیں گزارا ہوگا کہ آخری عشرہ کی راتوں میں خصوصاً طاق راتوں میں تو آپ عبادت کا زیادہ اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ دوسروں کو بھی جگاتے۔ لہٰذا آپ نے رات کے اِس باقی حصہ میں نماز تہجد پڑھی ہوگی۔ پس تراویح کے بعد تہجد کا الگ پڑھنا دونوں نمازوں کے الگ الگ ہونے کی دلیل ہے.....اور تیسری رات میں نصف رات کے بعد والی رکعتوں میں ظاہر یہ ہے کہ آپ نے تراویح اور تہجد دونوں کا ثواب حاصل کرنے کیلئے دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کی ہوگی حصولِ ثواب کیلئے دونوں کی الگ الگ نیت کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ دو نمازیں الگ الگ ہیں ایک نہیں ورنہ ہر ایک کیلئے الگ الگ نیت کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ کوئی آدمی مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور اِن میں تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء کی نیت کرے یا آدھی رات کے بعد خسوف قمر کی نماز پڑھی اور اِس میں تہجد کی نیت بھی

کرے یہ چاہ ث یہ کے وقت میں کسوفِ شمس کی   ز پڑھی جائے اور اِس میں   ز چاہ ث یہ کی
کر لی جائے تو دونوں   زوں کی الگ الگ   کرنے کی وجہ سے پہلی صورت میں تحیۃ
المسجد اور تحیۃ الوضوء کا، دوسری صورت میں   زخسوف اور   زتہجد کا اور تیسری صورت میں   ز
کسوف اور   ز چاہ ث یہ کا ثواب مل جائے گا۔ اور اَ دوسری   ز کی   نہ کی جائے تو صرف
تحیۃ المسجد،   زخسوف اور   زکسوف کا ثواب ہوگا، دوسری   ز کا ثواب نہ ہوگا۔ پس دونوں
زوں کے حصول ثواب کیلئے دونوں   زوں کی بیک وقت مستقلاً . ا . ا   کی حا. یہ و
ضرورت اِن کے دو الگ الگ   زیں ہونے کی دلیل ہے، ا یہ   ز ہونے کی دلیل نہیں۔
سو جیسے دو رکعتوں میں دو   زوں کی الگ الگ   کرنے سے دونوں   زوں کا ثواب حاصل
ہو، تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کو ا یہ   ز نہیں بنا یہ..... زخسوف اور   زتہجد کو ا یہ نہیں
بنا یہ..... زکسوف اور   ز چاہ ث یہ کو ا یہ نہیں بنا یہ بلکہ اِن کو دو الگ الگ   زیں ظاہر کر یہ
ہے..... ایسے ہی نصف رات کے بعد والی رکعاتِ یہ اوتح میں   زتہجد اور   ز یہ اوتح کی   کر یہ
اور دونوں   زوں کی الگ الگ   کرنے پہ دونوں   زوں کا ثواب ملنا اِن کو ا یہ   ز نہیں
بنا یہ بلکہ دو   زیں ظاہر کر یہ ہے ورنہ دونوں   زوں کے ثواب کیلئے الگ الگ   کی ضرورت
نہ ہوتی اور دلیل نمبر۴/۲۹: میں مذکور احاد یہ ث دوام کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ   نے نصف
رات کے بعد والی رکعات یہ اوتح میں تہجد کی   ضرور کی ہوگی اور تہجد کی . کات و ثواب بھی
ضرور حاصل کیا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ نبی پہ ک ﷺ یہ اوتح و تہجد دونوں کا ثواب و. کات حاصل
کرنے کیلئے یہ اوتح کے بعد یہ تہجد پڑھتے ہونگے یہ نصف رات کے بعد والی رکعات یہ اوتح
میں تہجد کی   کر یہ   یہ ہونگے۔ اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیری العرف الشذی میں فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ اوتح و تہجد کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا ث . یہ نہیں بلکہ آپ   یہ اوتح کو لمبا
کرتے، سو نصف رات کے بعد والی رکعات میں یہ اوتح اور تہجد دونوں کی   کرنے کی وجہ

سے دونوں ﺯوں کے قائم مقام ہوجاتیں اور مولا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ کسی ﺯ کا دوسری ﺯ کے قائمقام ثواب میں ہوجانے سے اِن دونوں کا ای ہو لازم نہیں آ۔ دیکھو جمعہ، ظہر کے قائمقام ہے دونوں ای نہیں۔ جمعہ کے واسطے کئی ای شرائط ہیں جو ظہر کیلئے نہیں (اہلحدی کا مذہب: ص ۹۶، ۹۷)۔ فتاویٰ علمائے حدی میں ہے اَ اوتح پہلے وقت میں 9/34 پڑھے تو صرف اوتح ہے، پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائمقام ہوتی ہے (بشرطیکہ تہجد کی ا کرے) پھر اس ای رات کی وجہ سے پورے ماہِ رمضان کی تہجد کا انکار کیسے در ہے جبکہ نبی پ ک ﷺ نے اس سے پہلے والی دو راتوں میں اوتح پڑھانے کے بعد رات کے قی حصہ میں یقیناً تہجد پڑھی ہوگی۔ سو کر رات نہیں اَری ہوگی کیو آپ تو رمضان کی پہلی بیس راتوں میں کمر بستر کے ساتھ نہیں لگاتے تھے۔ آ ی ہ کی طاق راتوں میں کیسے نیند کی ہوگی؟

دلیل نمبر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اوتح کا امام مقرر کیا تو وہ رات کے اول حصہ میں عشاء کی ﺯ کے بعد اوتح پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوتح کے علاوہ تہجد کی غیب دیتے ہوئے فرمای

یعنی وہ ﺯ جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی تہجد) وہ اُس ﺯ سے افضل ہے جس کو تم قائم کر رہے ہو (یعنی اوتح)۔ اوتح کے بعد تہجد پڑھنے کی غیب اوتح و تہجد کی مغایت کی دلیل ہے۔ اِس کی ا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اِس تحقیق سے ہوتی ہے۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اوتح کے بعد تہجد کے رے میں دو قول ہیں۔ ای یہ کہ اوتح کے بعد کچھ نیند کر کے پھر اُٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اوتح کے بعد بغیر نیند کئے بلا کراہت تہجد جا ہے۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ الفاظ یہ ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ طریقہ یعنی تراویح کے بعد بغیر سوئے تہجد پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ تم رات کے اخیر والی گھڑی کی فضیلت کو چھوڑ دیتے ہو حالانکہ وہ ساعت جس میں تم سو جاتے ہو (یعنی رات کا آخری حصہ جس میں نمازِ تہجد پڑھی جاتی ہے) اُس ساعت سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس میں تم قیام کرتے ہو (یعنی رات کا اول حصہ جس میں تراویح پڑھتے ہو)۔ اِس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد بغیر سوئے نماز تہجد کے بلا کراہت جائز ہونے پر استدلال کیا ہے، لہٰذا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نزدیک حضرت عمرؓ کے اِس فرمان کا محمل یہ ہے کہ وہ اپنے اس فرمان میں تراویح کے بعد تہجد کی ترغیب دیتے ہیں (غنیۃ الطالبین طبع بیروت: ص۲۶۹، طبع مصر: ج۲ص۱۷) غیر مقلدین کے نزدیک غنیۃ الطالبین بڑی معتبر کتاب ہے، انہوں نے مکتبہ سعودیہ کراچی سے عربی متن کو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اور اُن کے بعض علماء نے اِس کا اردو ملخص بھی شائع کیا ہے۔ نیز المدخل لابن الحاج: ص۲۹۹ سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے۔ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرؓ کے مذکورہ قول کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ کے فرمان کا محمل صحابہ کرامؓ نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ تو دونوں فضیلتوں کو جمع کرتے تھے یعنی رات کے اول حصہ میں تراویح اور آخری حصہ میں تہجد۔ عام ازیں کہ وہ تراویح کے بعد مستقلاً تہجد پڑھتے ہوں یا نصف رات کے بعد والی رکعات میں تہجد کی نیت کرلیتے ہوں۔ اِس کی تفصیل دلیل نمبر ۶/۳۱ کے ذیل میں گذر چکی ہے۔

علامہ حمد بن عبداللہ الحمد لکھتے ہیں

(شرح زادالمستقنع للحمد: ج۷ص۲۴)

یعنی حضرت سائ بن یز یدؓکی بیس اور یرہ رکعات والی دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ رمضان کے آ ی ہ میں بیس اوتح کے بعد یرہ رکعات تہجد 10/35 پڑھتے تھے اور ع فجر کے قری   زسے فارغ ہوتے جبکہ پہلے دو وں میں اوتح کے بعد رات کے اخیر میں تہجد چھوڑ دیتے تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ وہ زجس سے تم سوجاتے ہو(یعنی زتہجد) وہ اُس زسے افضل ہے جس کے ساتھ تم قیام کرتے ہو (یعنی ز اوتح) اور شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ج۵۳ص۱۰ پ ہے ''تہجد کا قیام اوتح کے قیام سے افضل ہے''افضل اور مفضول دونوں ای کیسے ہو ہیں؟

دلیل نمبر:

(ابوداؤد: ج۱ص۲۰۳ ب فی الو ، ئی: ج۱ص۱۱۹)

ای روز حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں اپنے ٹے قیس بن طلق کے

گھر تشریف لائے۔روزہ افطار کیا اور رات کو ہمیں ت اوتح اور و ت پ ڑھا کر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے 11/36 ساتھیوں کو ز پ ڑھائی حتی کہ . ب و ت ِقی رہ گئے تو ا ی آدمی کو آگے کر دی اور فرما ی کہ اپنے ساتھیوں کو و ت پ ڑھاؤ کیو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ا ی رات میں دو دفعہ و ت پ ڑھنے جا ئ نہیں۔ظاہر ہے کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے پہلی ز جو و ت سمیت پ ڑھائی وہ ت اوتح تھی کہ رات کے اول حصہ میں ت اوتح پ ڑھی جاتی ہے اور دوسری ز جو آپ نے اپنی مسجد میں جا کر پ ڑھائی وہ تہجد تھی۔ا َ ت اوتح اور تہجد ا ی ز ہے تو ت اوتح کے بعد تہجد پ ڑھنے کا کیا مطلب؟

دلیل نمبر:

(کتاب المدخل:ج۲ص۲۹۹)

علامہ محمد عبدری مالکی عرف ابن الحاج فرماتے ہیں کہ موطا امام مالک میں ہے . .
صحابہ کرامؓ ز ت اوتح سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو صبح ہو جانے کے خوف سے اپنے خادموں کو جلدی کھا ٔ لانے کا حکم کرتے اور طول قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا ا ی ت ۔اِسطرح صحابہ کرامؓ کو رات کے اول اور آ ٔ ی حصہ میں قیام کی وجہ سے (ت اوتح اور تہجد) دونوں کی فضیلت حاصل ہو جاتی تھی۔ا َ تو ت بعداری کر ٔ چاہتا ہے

تو اُن کی بعداری کر کیو محبّ جس کے ساتھ محبت ر ہو اُس کی بع داری بھی کر ہے کہ محبوب کی بعداری نہ کر شیوۂ محبت کے خلاف ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ ہمارے سردار اور پیشوا ہیں اور محبّ اپنے محبوب کا مطیع اور مرضی شناس ہو ہے۔ اِس لئے ہمارا فرض ہے کہ اُن کے آ رمبارکہ کی پیروی کریں اَ چہ عہد حاضر میں عام طور پ یہ مشکل آ ہے کہ مسا میں عامۃ الناس کے ساتھ رات بھر ز ڑھی جا سکے ہم کوشش کرنی چاہیے کہ صحابہ کرامؓ کی اِس کو عملی جامہ پہنا ، جس کی صورت یہ ہے کہ مسجد میں تو لوگوں کے ساتھ اُسی 12/37 قدر قیام کر لیں جس قدر میسر ہو۔ اِس کے بعد گھر پہنچ کر ساری رات ز میں کھڑے رہیں اور بہتر یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پ چلتے ہوئے ز و تمام نفلی زوں (یعنی تہجد وغیرہ) کے بعد پ ڑھی جائے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اور دوسرے تمام صحابہ کرامؓ اوتح کے بعد ز تہجد پ ڑھتے تھے۔ اِس طرح وہ دونوں 13/38 قیاموں (قیام اللیل اور قیام رمضان) کی فضیلت حاصل کرتے تھے، رات کے اول حصہ میں قیام بصورت اوتح اور آ ی حصہ میں قیام بصورت تہجد ہو تھا۔ خواہ مستقلاً خواہ نیۃً۔

دلیل نمبر:

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

(العرف الشذی: ص ۱۶۶)

جی ہاں بعض بعین سے . ہے کہ وہ رمضان میں اوتح و تہجد دونوں پ ڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۶۶)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو آدمی ہمت رکھتا ہے وہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے پھر تراویحہ کے وقفہ میں وہ آدمی خود بھی نماز میں قرآن پڑھے یہ افضل ہے ورنہ اکیلا نماز میں قرآن پڑھے تاکہ اِس کو قرآن بھول نہ جائے۔اِس کی وضاحت کرتے ہوئے قیام رمضان کے حاشیہ میں مولانا عبدالتواب ملتانی لکھتے ہیں جس آدمی کو قرآن مجید یاد ہے اُس کو چاہیئے کہ وہ مسجد میں امام کے پیچھے نماز پڑھے

14
39

پھر جو کچھ

قرآن اِس کو یاد ہے اِس کے ساتھ ہر دو تراویحوں کے درمیان خود بھی پڑھے اور اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو اپنے گھر میں جا کر نماز میں قرآن پڑھے کیونکہ جس آدمی کو قرآن یاد ہو اور وہ اِس کو یاد رکھنے کی کوشش نہیں کرتا اِس پر قرآن مجید بھولنے کا خطرہ ہے اور یاد کرنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔اور ظاہر ہے کہ تراویح کے بعد گھر میں جا کر جو نماز پڑھے گا وہ نمازِ تہجد ہے جس کی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالتواب صاحب تاکید و تلقین کر رہے ہیں۔

دلیل نمبر:

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قیام رمضان کے صفحہ ۱۷۷ پر باب قائم کیا ہے

یعنی مسجد

میں تراویح پڑھ کر گھر میں لوٹ آنا اور پھر دوبارہ مسجد میں جا کر نماز تہجد پڑھنا۔اِس کو تعقیب کہا جاتا ہے۔محدث مروزی رحمہ اللہ نے تابعین سے کراہت اور عدم کراہت کے دونوں قول نقل کئے ہیں لیکن تراویح کے بعد گھر میں تہجد پڑھنے کے جواز پر اتفاق ہے اور اِس میں کراہت بھی

نہیں۔ چنانچہ غیر مقلد مولانا عبدالتواب ملتانی قیام اللیل کے حاشیہ میں لکھتے ہیں، حدیث انس ؓ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رمضان میں تعقیب کے متعلق پوچھا گیا۔

15
40

ابن اثیر فرماتے ہیں کہ تعقیب کا معنی ہے ایک کام کر کے دوبارہ اُسی کام کو کرنا۔ یہاں پر مراد یہ ہے کہ مسجد میں تراویح پڑھنے کے بعد نماز (یعنی نماز تہجد) پڑھنا۔ سو مسجد میں دوبارہ واپس آکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مجھے یہ پسند ہے کہ نماز تہجد گھروں میں پڑھیں، اسحاق بن راہویہ اور سعید بن جبیر کی رائے یہی ہے۔

دلیل نمبر: 16 41

غنیۃ الطالبین: صفحہ ۲۶۹ کے حوالہ سے یہ بات گذری ہے کہ تراویح کے بعد تہجد کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ تراویح کے بعد کچھ نیند کر کے پھر تہجد پڑھیں تو مکروہ نہیں کا تقاضا بھی یہی ہے اور تراویح کے بعد بغیر نیند کئے تہجد پڑھنا مکروہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کے بعد بغیر نیند کئے تہجد پڑھنا مکروہ نہیں ہے تہجد پڑھیں رات کے آخری حصہ میں۔

دلیل نمبر:

الروضۃ المربع کے صفحہ ۶۵ میں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اِس کے بعد وتر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اور جو آدمی تراویح کے بعد تہجد بھی پڑھتا ہو وہ وتر نماز تہجد کے بعد پڑھے اور المقنع صفحہ ۱۸۴ میں ہے

پھر۔ اوتح بیس رکعت ہے، رمضان

میں۔ اوتح اور و۔ دونوں جما ۔ کے ساتھ پ ڑھے لیکن۔ اوتح کے بعد تہجد پ ڑھنے والا آدمی

و۔ تہجد کے بعد پ ڑھے۔اس سے بھی۔ اوتح کے بعد تہجد ۔ ۔ ہوئی۔

دلیل نمبر:

الروضۃ المربع اور المقنع میں یہ مسئلہ بھی لکھا ہے اَ اُس آدمی نے۔ اوتح کے بعد و۔

پ ڑھ لئے اِس کے بعد تہجد پ ڑھے تو و۔ وں کا کیا کرے؟ اس کی دو صورتیں ہیں (۱)

پہلے پ ڑھے ہوئے و۔ وں کو نہ توڑے بلکہ فقط تہجد پ

اکتفا کرے اور و۔ نہ پ ڑھے (۲) جو و۔ امام۔ اوتح کے ساتھ۔ اوتح کے بعد پ ڑھے ہیں

زتہجد کے 18/43 19/44 20/45 بعد ا ی رکعت پ ڑھ کر اِن و۔ وں کے ساتھ کر ان کو

شفع بنا دے اور و۔ تہجد کے بعد پ ڑھے تو یہ بھی جا ۔ ہے۔ اِن مسائل

سے معلوم ہوا کہ فقہ حنبلی جو سعودیہ میں شرعی قانون کے طور پ ۔ فذ ہے اِس کے مطابق

۔ اوتح اور تہجد دو ۔ ا ۔ ا زیں ہیں ورنہ۔ اوتح کے بعد تہجد پ ڑھنے کی کیا ضرورت؟

جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوع حدی ۔ ہے

ا ی وقت میں ا ی زکو دو مرتبہ نہ پ ڑھو۔ (ابوداؤد: ج ا ص ۸٦)

دلیل نمبر:

ابن الحاج علیہ کے صفحہ ۲۹۹ پ امام مالک رحمہ اللہ کا قول کرتے ہیں

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ۔ لوگ مسجد میں وتر پڑھنے لگتے تو میں نکل آتا ہوں اوران کو [21/46] چھوڑ دیتا ہوں۔ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کیلئے مسجد میں زیوں کے ساتھ وتروں کے چھوڑنے میں یہ ایک نمونہ ہے کہ وہ گھر کے اندر اخیر شب میں نوافل تہجد کے بعد وتر پڑھیں۔ نیز فرماتے ہیں سیدی ابومحمد مسجد میں لوگوں کے ساتھ تراویح اور وتر پڑھتے پھر گھر میں آ کر جو مقدر میں ہوتے نوافل تہجد پڑھتے اور وتر نہ لوٹتے اور اِن کے شیخ سیدی ابوالحسن الزیت بھی ایسا ہی کرتے۔ اِس سے تین عظیم محدثین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالحسن زیت رحمۃ اللہ علیہ کا تراویح کے بعد تہجد پڑھنا ثابت ہوا۔

دلیل نمبر:

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ص ٦٦٦ طبع قدیمی کتب خانہ، تیسیر الباری از نواب وحید الزمان: ج۱ ص۴۹، ۃ الباری مؤلف مولوی عبدالستار امام غرباء اہلحدیث: ص۱۲) [22/47]

۔ ۔ ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی تو امام بخاری کے پاس اُن کے دوست واحباب جمع ہوجاتے سووہ اِن کو زِ تراویح پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیت تلاوت کرتے۔ اسی طرح پورا قرآن ختم کرتے، پھر سحری کے وقت زتہجد میں نصف سے ثلث

قرآن ت 23/48 پڑھتے اور ہر تیسری رات سحری کے وقت ختم کرتے۔

دلیل نمبر:

امام ابو محمد عبداللہ بن محمد اصبہانی المعروف بن اللبان جو مشہور شافعی فقیہ ابو حامد اسفرائینی کے شاگرد تھے، کے بارے میں منقول ہے کہ وہ پورے رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے اور ہر رات تراویح سے فارغ ہوجاتے تو مسجد میں ہی نمازِ تہجد پڑھتے رہتے تھے فجر طلوع ہونے کے قریب تک۔

(تاریخ بغداد: ج۱۰ص۱۴۳، بحوالہ رکعاتِ تراویح۔ایک تحقیقی جائزہ)

دلیل نمبر:

(الخیرات الحسان: ص۸۵، عقود الجمان: ص۳۱۴،

مناقب موفق: ج۱ص۲۳۵، مناقب کردری: ج۱ص۲۴۱، ۲۴۴، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ: ص۴۱،

مناقب موفق بروایت یحییٰ بن معین: ص۲۳۰)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دن میں قرآن کریم کا ایک ختم کرتے تھے لیکن رمضان اور عید میں قرآن کریم کے ۶۲ ختم کرتے۔ (رمضان شریف میں ایک دن کو، ایک رات کو اور ایک پورے مہینہ کی تراویح میں ختم کرتے اور ایک عید کے دن ختم کرتے)

علی بن الصدائی کہتے ہیں

(مناقب موفق: ج۱ص۲۳۲)

میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا انہوں نے ماہِ رمضان میں (ختم تراویح کے علاوہ) ساٹھ ختم کیئے، ایک ختم رات میں اور ایک دن میں۔

(مناقب موفق: ج ا ص ۲۴۳، مناقب کردری: ج ا ص ۲۴۵)

شداد محدث کہتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما دزفر بن ہذیل کو کہا کہ میں نے ابو جعفر رازی سے سنا وہ ذکر کررہے تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے تیس (۳۰) ختم کرتے اور ماہ رمضان میں ساٹھ (۶۰) ختم کرتے۔ امام زفر نے فرمایا ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا (یہ ساٹھ ختم، ختم تراویح کے علاوہ تھے) اِن اقوال میں اختصار ہے۔ امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت یوں کی ہے

24
49

(فتح القدیر: ج ا ص ۴۰۹)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں اکسٹھ (قرآن کے) ختم کرتے۔ ایک دن میں، ایک رات میں اور ایک مکمل تراویح میں۔

فائدہ۔ ظاہر یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ والا ختم تراویح کے بعد تہجد میں کرتے ہوں گے کیونکہ غیر رمضان میں ان کا معمول رات کو نوافل میں قرآن پڑھنے کا تھا تو رمضان میں تو بطریق اولیٰ نوافل تہجد میں پڑھتے ہونگے۔ نیز تراویح والا ختم تو پورے مہینہ میں مکمل ہوتا تھا۔

دلیل نمبر:

فقہ مالکی کی کتاب المدخل میں ہے

$\frac{25}{50}$

(المقنع:ص۳۰۰)

مکلّف آدمی کیلئے منا ۔ ہے کہ وہ زِ مغرب پڑھ لے تو کھانے سے جلدی فارغ ہو کر کھڑا ہو جائے اور ز میں اڑھائی پ رے ی اِس سے زی دہ پڑھے پھر زِ عشاء کیلئے (مسجد کی طرف) نکلے اور لوگوں کے ساتھ اوتح اور و پڑھے۔ پھر سو جائے جو اِس کے مقدر میں ہے۔ سونے کے بعد زِ تہجد کیلئے کھڑا ہو جائے اور رات کے بقیہ حصہ میں جس قدر آسانی سے ہو سکے نوافل تہجد پڑھے۔

دلیل نمبر:

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اوتح اور تہجد کی فضیلت میں تقابل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

$\frac{26}{51}$

(. ایۃ المجتہد۔ الباب الخامس فی قیام رمضان: ج۱ص۱۷۸)

اور بے شک وہ اوتح جس پ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اِسی کی رغبت دی جاتی ہے۔ لیکن علماء کے درمیان اِس میں اختلاف ہے کہ اول رات کی اوتح افضل ی اخیر رات کی ز (تہجد) افضل ہے جو اخیر رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زتھی۔ جمہور کے نزدی اخیر رات کی ز (تہجد) افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اوتح جو تہجد سے کم درجہ کی

زہے اِس پ 27/52 اکتفا کرکے زتہجد کو نہ چھوڑا جائے بلکہ اول رات میں اوتح پڑھ کر پھر کچھ نیند کر کے اِس کے بعد تہجد بھی پڑھی جائے کہ اوتح سے تہجد کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر:

الفقہ الاسلامی وادلتہ (جس میں مذاہب اربعہ کے مسائل جمع ہیں) میں ہے

(ج۲ص۷۵)

اَ اوتح کے بعد اخیر رات میں تہجد پڑھنے کا معمول ہو تو مستحب یہ ہے کہ و تہجد کے بعد پڑھیں اور اَ اوتح کے بعد تہجد کا معمول نہ ہو تو و اوتح کے بعد جما کے ساتھ پڑھے کہ اِس کو جما کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

دلیل نمبر:

میاں یحسین صا دہلوی غیر مقلدین کے د کس قدر و منز کے مالک ہیں اس کا ا ازہ غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم مولا یع الدین شاہ راشدی کی 28/53 ان کے رے میں تحریر کردہ القاب ت سے لگایا جاسکتا ہے۔ شیخ الکل، امام المتقین، سید المحدثین، ج الفقہاء، علم العلماء، جامع العلوم النقلیہ والعقلیہ، صر السنۃ البغویہ، عمدۃ العالمین، حجۃ اللہ علی الخلق، مجدد القرن، الامام المحدث الفقیہ الاصولی، ا شیخنا السید یحسین ...الخ (ہدایۃ المستفید: ج۱ص۱۰۰) غیر مقلدین کی اتنی بڑی شخصیت جو حجۃ اللہ علی الخلق ہے تو غیر مقلدین کے د تو ضرور حجت ہونگے۔ ان کا رمضان شریف کا معمول حظہ فرما ۔میاں صا موصوف کے سوانح

نگار غیر مقلد فضل حسین بہاری لکھتے ہیں''میاں صا . لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کے بجا ت قیام ہر سال ،اي تو زعشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم فقیہ، محدث جو آپ کے شاگ درشید تھے ۔ تین سپارے روزانہ سناتے تیل وتجوی کے ساتھ، دوسرا ختم زِتہجد میں جس کے امام ہوتے حافظ عبدالسلام سلمہٗ (آپ کے بڑے پوتے)''

30/55 (الحیاۃ بعد الممات: ص۱۳۸)

دلیل نمبر:

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولا ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا ی جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت زِ تراویح پڑھ لے وہ پھر آ رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے ی نہیں؟ 31/56 موصوف جواب میں فرماتے ہیں،'' پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول ش . میں تہجد نہیں ہوتی''(فتاویٰ ثنائیہ: ج ا ص ۶۸۲)

دلیل نمبر:

غیر مقلدین کے خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں ماہِ رمضان میں اکثر لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ اَ کوئی شخص رات کے پہلے حصے میں قیام کر چکا ہو تو وہ پچھلے حصے میں بھی قیام کر سکتا ہے تو اِس کا جواب یہ 32/57 ہے کہ '' یہ . لکل کر سکتا ہے کیو نبی ﷺ سے ای ہی رات کے مختلف حصوں میں قیام کر ش . ت ہے (حی علی الصلوٰۃ: ص ۳۹) خواجہ صا . کے ند ی تراویح کے بعد تہجد صرف جائ ہی نہیں بلکہ نبی پ ک ﷺ سے تراویح کے بعد تہجد پڑھنا ش . ت ہے''

دلیل نمبر:

سعید بن جبیر رمضان المبارک میں چھ ت وتے (بیس تراویح اور چار نوافل تہجد)

پڑھاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور ہر چار رکعات کے مجموعہ کو ترویحہ کہتے ہیں (قیام 33/58 رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

عبدالرحمٰن الاسود رمضان میں چالیس (۴۰) رکعات اور سات وتر پڑھاتے (مصنف ابن ابی شیبہ: ج۲ص۲۸۵) (۴فرض+۲۰ تراویح، دو ترویحوں کے درمیان چار رکعات جو ۱۶رکعات 34/59 بنتی ہیں، مجموعہ ۴۰ رکعات اور سات رکعات میں چار رکعات تہجد اور تین وتر ہیں، مجازاًان کے مجموعہ کو سات وتر کہا گیا ہے۔

دلیل نمبر:

ورقاء کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ رمضان المبارک میں ہمیں امامت کراتے، اور بیس راتوں میں چھ ترویحے پڑھاتے (۲۰ تراویح اور چار رکعات تہجد یا چار فرض) اور ... آخری عشرہ شروع 35/60 ہوجاتا تو وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور ہمیں سات ترویحے (۲۰ تراویح، آٹھ نوافل تہجد یا چار رکعت فرض اور چار رکعت تہجد) پڑھاتے۔

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

محمد بن سیرین 36/61 کہتے ہیں کہ ابوحلیمہ قاری لوگوں کو رمضان المبارک میں اکتالیس (۴۱) رکعات (۲۰ تراویح، ۱۶ ترویحی نوافل، دو رکعت تہجد اور تین وتر) پڑھاتے

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

صالح مولی توءمہ کہتے ہیں کہ میں نے حرہ سے پہلے لوگوں کو اِس حالت میں پایا کہ وہ رمضان میں [37/62] ۴۱ رکعات (۲۰ تراویح، ۱۶ تراویحی نوافل، دو رکعت تہجد اور تین وتر، مجموعہ ۴۱ رکعات) کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور اِن میں سے وتر پانچ ہیں۔

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

عمر بن [38/63] عبدالعزیز اپنے گنبد میں ہوتے اور لوگ ان کی موجودگی میں پندرہ سلاموں (۱۰ سلام تراویح، ۸ رکعات تہجد میں ۴ سلام، ایک سلام بعد الوتر، مجموعہ ۱۵ اسلام) کے ساتھ رات کو قیام کرتے۔ (قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

یونس کہتے ہیں کہ فتنہ ابن الاشعث سے پہلے جامع مسجد میں دیکھا کہ لوگوں کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور سعد بن ابی الحسن اور عمران العبدی ۵ ترویحے (۲۰ تراویح) ز پڑھاتے ہیں اور . . آخری ی ہ داخل ہوجاتا تو ایک ترویحہ زیادہ کردیتے (۲۰ تراویح کے بعد چار [39/64] رکعات تہجد پڑھاتے۔ اِس سے پہلے ممکن ہے تہجد فرداً فرداً پڑھتے ہوں)

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

زرارہ بن اوفٰی اہل محلّہ کو رمضان میں چھ ترویحے پڑھاتے (یعنی ۲۰ تراویح اور چار نوافل تہجد) اور . آخری ی ہ شروع ہوجاتا تو ہر رات سات ترویحے (یعنی ۲۰ تراویح اور ۸ نوافل تہجد) پڑھاتے۔ (قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۹)

دلیل نمبر:

آج کل حرمین شریفین میں زعشاء کے بعد ۲۰ تراوتح پڑھتے ہیں، یہ عمل پورا ماہ جاری رہتا ہے اور آ ی ہ میں رات کے اخیر حصہ میں تراوتح کے بعد تہجد بھی پڑھتے ہیں۔اَ ماہِ رمضان میں تراوتح اور تہجد ا ی زہو جاتی ہے تو پھر تراوتح کے ساتھ تہجد بھی ادا ہوگئی حالا آ ی ہ میں تراوتح کے بعد تہجد مستقلاً . اپڑھی جاتی ہے۔اِس سے . ت ہوا کہ اہل حرمین کے ذ ی بھی رمضان المبارک میں تراوتح اور تہجد ا ی زنہیں ہو جاتی بلکہ دو مستقل . ا . ا زیں ہوتی ہیں۔

دلیل نمبر:

علامہ شنقیطی صا . اصل مشروعیت صلوٰۃ التراوتح کے عنوان کے تحت الشرح الممتع شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ج۳ ص۸۵ پ لکھتے ہیں

پس جماعت کی مشروعیت کی اصل : یہ درسول اللہ ﷺ کے مسنون فعل پر ہے لیکن اس کیلئے عشاء کے بعد کا وقت اختیار کرنا نبی پاک ﷺ کا طریقہ نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی عشاء کے بعد تراویح اور رمضان کے اخیر میں تہجد پر اعتراض کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تراویح کا یہ طریقہ حضرت عمرؓ کی سنت ہے جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ لیکن تہجد نیند کے بعد پڑھی جاتی ہے کیونکہ نبی ﷺ کا تہجد میں یہی طریقہ تھا کہ آپ سونے کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔ نیز تہجد کو تہجد اسلئے کہا جاتا ہے کہ تہجد ہجود (نیند) کے 41/66 بعد پڑھی جاتی ہے اور یہی اکمل، افضل اور اعظم طریقہ ہے کیونکہ اس میں تہجد آرام اور قلبی یکسوئی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے "اور نیند سے اُٹھ پس نماز تہجد پڑھ کہ یہ آپ کیلئے ایک زائد نماز ہے"۔ خلاصہ یہ ہے کہ تراویح باجماعت اول وقت میں پڑھنا سنت عمرؓ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو رات کے اخیر میں نماز تہجد باجماعت پڑھائی ہے"

دلیل نمبر: 42/67

علامہ شنقیطی تراویح کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

(شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ج۵۳ص۱۰)

رمضان میں عشاء کے بعد تا اوتح . جما تا ہع و تا پڑھی جاتی ہیں یعنی امام ان کو تا اوتح اور و تا دونوں پڑھائے اور . رمضان کا آ ٰ ی ہ آجائے اور لوگوں کا ارادہ ہو رات کے اخیر میں تہجد پڑھنے کا تو کوئی شک نہیں کہ ان کا تا اوتح سے بغیر و تا پڑھنے کے لوٹ جا٠ افضل ہے تا کہ تہجد کے بعد و تا پڑھیں۔

دلیل نمبر:

علامہ شنقیطی شرح زاد المستقنع :ج۵۳ص۱۰ پ فرماتے ہیں

دراصل 43/68 ز تا اوتح رات کے اول حصہ کا قیام ہے اور زتہجد رات کے اخیر کا قیام ہے اور دونوں قیاموں کے درمیان بہت فرق ہے کیو تہجد کا قیام' تا اوتح کے قیام سے افضل ہے۔

دلیل نمبر:

علامہ شنقیطی نے شرح زاد المستقنع للشنقیطی :ج۵۳ص۱۱ پ لکھتے ہے

پس . آپ نے تا اوتح پڑھ لی اور امام نے و تا پڑھانے کا ارادہ کیا تو و تا وں کے

رے میں علماء کے تین قول ہیں (۱) بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ امام کے ساتھ وتر نہ پڑھیں تاکہ ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے کی نوبت نہ آئے، یہ بات ہے۔ تہجد اور وتر پڑھنے کا ارادہ ہو۔ (۲) بعض علماء نے کہا ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں کے بعد وتر پڑھے۔ (۳) اور بعض علماء نے کہا ہے کہ تراویح کے بعد وتر پڑھ لے اور تہجد کے بعد نہ پڑھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تراویح، تہجد سے مقدم ہے اور جو پہلے ہے اِس کا حق مقدم ہے۔ اس لئے وتر تراویح کے بعد پڑھے اور تہجد پڑھ کر وتر کو چھوڑ دے۔

دلیل نمبر:

شرح کتاب آداب المشی الی الصلوٰۃ: ج ۱ ص ۹۶ میں لکھا ہے

''اور تراویح کا وقت نمازِ عشاء کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے اور سنت یہ ہے کہ تراویح وتر سے پہلے پڑھی جائے اور وتر اِس کے بعد پڑھے جائیں اور اگر تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کا معمول ہو تو پھر وتر، تہجد کے بعد پڑھے جائیں''

شاھد اقبال : مولانا! آپ کا بہت شکریہ، آپ نے تراویح و تہجد کے فرق پر ۶۸ دلائل پیش کئے۔ ان میں سے ۴۳ دلائل سے تراویح کے بعد تہجد کا الگ پڑھنا بھی ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یہ بات بخوبی سمجھ آ گئی ہے کہ تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں ہیں بلکہ میں یہ بات دلائل کے ساتھ دوسرے لوگوں کو سمجھا بھی سکتا ہوں۔ اور یہ بات بھی سمجھ آئی کہ رمضان المبارک میں خود نبی پاک ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین رحمۃ اللہ علیہ، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اہل اللہ علماء کرام تراویح کے علاوہ تہجد کی فضیلت و سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔ اِس لئے تراویح کے بعد رات کے اخیر حصہ میں نمازِ تہجد کی برکات اور اِس کی فضیلت

بھی ہمیں حاصل کرنی چاہیئے۔ تراویح اور تہجد کے ایک ہونے کا فرضی واختراعی عقیدہ اختیار کر کے نہ خود تہجد کی برکات وسعادات سے محروم ہونا چاہیئے نہ دوسروں کو محروم کرنا چاہیئے کیونکہ غیر رمضان میں جو تہجد کی برکات ہیں رمضان المبارک کے برکتوں والے مہینہ میں ختم نہیں ہوجاتیں بلکہ اضعافاً مضاعفہ بڑھ جاتی ہیں۔لیکن یہ فرمائیے کہ تراویح وتہجد کے ایک ہونے کا عقیدہ کسی اور کا بھی ہے؟

محقق عالم : دراصل یہ عقیدہ قادیانیوں کا ہے۔چنانچہ قادیانیوں کی تدوین فقہ کمیٹی کی مرتب کردہ کتاب فقہ احمدیہ کے صفحہ ۲۰۸ پر لکھا ہے کہ تراویح دراصل تہجد ہی کی نماز ہے۔ازاں بعد سب سے پہلے مسجد چینیاں والی لاہور کے غیر مقلد خطیب مولوی عبداللہ چکڑالوی (جو بعد میں منکر حدیث بن گیا تھا) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید میں اِس عقیدہ کو اپنایا اور اسی بنیاد پر اُس نے ایک رسالہ لکھ کر تراویح کا انکار کیا۔پھر عبداللہ چکڑالوی کی تقلید میں اکثر غیر مقلدین نے اِس عقیدہ کو اختیار کیا اور اب غیر مقلدین کا محمدی گروپ ہو یا احمدی دونوں کا ایک ہی عقیدہ ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔

شاهد اقبال : جناب یہ ارشاد فرمائیے کہ قادیانیوں اور غیر مقلدین کے علاوہ کسی اور نے بھی تراویح کا انکار کیا ہے؟

محقق عالم : جی ہاں۔قادیانیوں اور غیر مقلدین کے علاوہ رافضیوں نے بھی تراویح کا انکار کیا ہے۔چنانچہ منحۃ الخالق حاشیہ البحر الرائق: ج۲ ص ۷۱ میں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

. ہان میں ہے کہ تراویح

کی مشروعیت اور اِس کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے اور سوائے روافض کے اہل قبلہ (یعنی امت مسلمہ) میں سے کسی نے بھی تراویح کا انکار نہیں کیا لیکن ایک فرق ہے کہ روافض

نے ت اوتح کا صراحتاً انکار کیا ہے، کوئی ہیر پھیر سے کام نہیں لیا۔لیکن قادیانیوں اور غیر مقلدین نے منافقانہ طر سے انکار کیا ہے یعنی بظاہر ث دی اقرار کا ت اوتح و تہجد کو ای قرار دے کر در پردہ ت اوتح کا انکار کیا ہے۔

شاہد اقبال : اِس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین نے ت اوتح کے انکار کا عقیدہ رافضیوں سے لیا اور منافقانہ طر سے انکار کا ا ازقادیانیوں سے لیا ہے یعنی اقرار کے پردے میں انکار اور یوں دورنگی اختیار کر کے دوسروں کو بھی دعوت دے رہے ہیں ی رنگی چھوڑ، دور ہو جا۔

شاہد جوں جوں مسئلہ ت اوتح میں اہل السنّت والجما ت اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف کی حقیقت کو اور اِس پر اہل السنّت والجما ت کے دلائل کو دیکھتا گیا توں توں اُس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر طمانینت کے آثار نمودار ہوتے گئے حتیٰ کہ غیر مقلد پروفیسر کے عقیدہ (ت اوتح و تہجد ای زہے) کے متعلق اُس کے دل میں مختلف شکوک وشبہات اور سوالات پیدا ہو گئے۔ بالآخر شاہد، پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کیا، سر! اگر آپ محسوس نہ فرمائیں تو میں جناب سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔

پروفیسر: ہاں ہاں بیٹے! ضرور پوچھئے۔

شاہد اقبال : سر! ای گذارش ہے کہ آپ اِن سوالات کے جواب میں قرآن یا حدیث کی صریح دلیل پیش کریں گے، اِس میں اپنی یا کسی دوسرے امتی کی رائے شامل نہ کریں گے اور نہ ہی قیاس کریں گے۔

پروفیسر: بالکل بالکل۔ میں خالص قرآن وحدیث سے جواب دونگا۔

شاہد اقبال : اگر آپ ان سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی صحیح صریح غیر معارض دلیل سے دے دیں، نہ قیاس کریں اور نہ ہی اپنی یا دوسرے امتیوں کی آراء پیش

کریں تو یہ زمند جناب کا شکریہ بھی ادا کرے گا اور اہلحدیث مسلک بھی قبول کرے گا۔

غیر مقلد پ وفیسر سے شاہد کے سوالات

1......جس طرح احادیث مرفوعہ میں زفجر، زظہر، زعصر، زمغرب، زعشاء، ز اشراق، زچاشت، زتہجد، زوت، زعیداور زجنازہ کے نام آئے ہیں، کیا کسی صحیح مرفوع حدیث میں صراحتاً کسی زکا نام ت اوتح بھی آیا ہے؟

2......کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ت اوتح اور تہجد ایک ہی ز ہے؟ یہ آپ کی یا آپ جیسے غیر معصوم امتیوں کی رائے ہے؟

3......کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک زکا نام گیارہ ماہ تہجد ہے اور بارہویں ماہ یعنی رمضان میں اِسی زکا نام ت اوتح ہو جاتا ہے؟

4......کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ ماہ تہجد کا وقت رات کا آخری حصہ ہے اور بارہویں ماہ تہجد کا وقت زِعشاء کے فوراً بعد ہے؟

5......کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ ماہ یہ زاکیلے پڑھو اور بارہویں ماہ جماعت کے ساتھ پڑھو؟

6......آپ کے نزدیک زعشاء کے فوراً بعد تہجد، ت اوتح کے نام سے پڑھ لی جاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ رات کے اخیر میں دوبارہ تہجد پڑھنا بدعت ہے یا سنت؟ اِس کا حکم صریح حدیث میں دکھائیں۔

7......حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں زعشاء کے بعد ت اوتح اور رات کے اخیر میں تہجد علیحدہ پڑھی جاتی ہے، کیا اِس کا ثبوت صحیح حدیث میں ہے؟ اگر حدیث سے یہ ثابت ہے تو وہ ثبوت پیش کریں کہ نبی پاک ﷺ رمضان میں ت اوتح کے بعد اخیر رات میں تہجد الگ پڑھتے تھے اور اگر یہ حدیث سے ثابت نہیں تو اہل حرم کا یہ عمل بدعت کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟

8......امام بخاری رحمہ اللہ ماہِ رمضان میں اویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے۔اُن کا یہ عمل کے مطابق ہے یا خلاف ہے؟اس عمل کے بعد وہ اہل السنّت میں شمار ہوں گے یا اہل میں؟

9......اَ اویح و تہجد ای ز ہے تو کیا ای رات میں دو دفعہ اویح پڑھنا یا دو دفعہ تہجد پڑھنا ہے یا خلاف ؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

10...... اویح و تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھنے کی صورت میں و اویح کے بعد پڑھیں یا تہجد کے بعد یا دونوں کے بعد؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

11......غیر مقلدین کے نزدی و اور تہجد ای ز ہے۔اَ اویح اور تہجد بھی ای ز ہے تو اویح اور و بھی ای ہی ز ہوگی تو پھر اویح کے بعد و کیوں پڑھے جاتے ہیں؟ پس جیسے غیر مقلدین کے نزدی ز اویح ہی ز تہجد ہے تو پھر وہی ز و بھی ہوگی تو کیا اویح کی رکعات سے تہجد اور و بھی ادا ہو جا گے؟اور اَ و ادا نہیں ہوتے بلکہ علیحدہ پڑھے جا گے تو پھر کیا اویح، تہجد اور و تین ا ا زیں ہو یا ای ز؟

12......کیا ای و کے پڑھنے سے و ، اویح اور تہجد تینوں زیں ادا ہو جا گی؟اَ جواب اثبات میں ہے تو اِس کیلئے صحیح صریح حدیث پیش کریں اور اَ جواب میں ہے تو کیا یہ تینوں زوں کے ا ا ہونے کی دلیل نہیں؟

13......اَ امام اویح کی کرے اور مقتدی تہجد کی، تو مقتدی کی ز درست ہے یا نہیں؟

14......امام تہجد کی کرے اور مقتدی اویح کی، تو مقتدی کی ز درست ہے یا نہیں؟

15......امام نے اویح کی کی، مقتدیوں میں سے بعض نے اویح کی، بعض نے تہجد کی اور بعض نے و وں کی کی، کس کی ز درست ہے اور کس کی فاسد ہے؟

16......غیر مقلدین ہمیشہ ''آٹھ رکعات اویح'' کے اشتہار شائع کرتے ہیں۔کیا کبھی یہ